سحرش خان بھٹو

گوری تجھ سے ہنستا چاند

اپنے کرم کی کر ادائیں
کر دے ادھر بھی تو نگاہیں
گرما گرم فرنچ فرائز سے بھری پلیٹ اور بھاپ اڑاتا انگلش کا پیالہ اٹھائے وہ جونہی کچن کے دروازے سے برآمد ہوئی۔

لاؤنج میں صوفہ پر پی ایس ایل فور کا میچ دیکھتا زاردن کر دے ادھر بھی تو نگاہیں کی صدا بلند کر گیا۔
دیکھ رہا ہے نا تو۔
"کھا رہی ہوں میں....."
اس بے مروت سے اسی جواب کی توقع تھی۔

مکمل ناول

فرنچ فرائز کی پلیٹ اپنی گود میں دھرتی وہ مسکراتی ہوئی اس کے سامنے والے کاؤچ پر جم کر بیٹھ چکی تھی۔
وہ اس کی بدتمیزی پر اسے گھور کر رہ گیا۔
"تم جیسی بدتہذیب لڑکی پورے سومرو ہاؤس میں نہیں دیکھی۔" وہ کہہ بنا نہ رہ سکا۔
"اور میں نے بھی تم جیسا ناپسندیدہ انسان پورے خاندان میں نہیں دیکھا۔" جواب دوبدو حاضر ہوا۔
"بڑوں سے کس طرح بات کرتے ہیں۔ کسی نے بتایا نہیں تمہیں؟" زارون نے آنکھیں نکالیں۔
"اور چھوٹوں کے رزق پر نظر نہیں رکھتے کسی نے سمجھایا نہیں آپ کو......؟" آیت سومرو نے آنکھیں پٹپٹائیں۔
"ہونہہ! یہ رزق کون سا تمہاری کمائی کا ہے؟ ابھی کچن سے ہی تو اٹھا کر لائی ہو تم یہ سب۔"
"اپنے جملے کی تصحیح کرلیں مسٹر زارون...... اٹھا کر نہیں لائی ہوں میں یہ سب چیزیں بلکہ اپنے ہاتھوں سے بنا کر لائی ہوں...... اور آپ کی اطلاع کے لیے عرض یہ ہے کہ آج فرائی ڈے ہے اور سومرو ہاؤس کے تمام ملازمین لیو پر ہیں۔"
"جانتا ہوں۔" اس کی بات پر دوسری طرف سے منہ بنایا گیا تھا۔
یہ اور بات تھی کہ سامنے بیٹھے بندے کی اتنی بری شکل بنانے پر اپنی ہنسی ضبط کرنے کے لیے آیت کو سر جھکانا پڑ گیا تھا۔
☆☆☆
"پاپا میں سائیکلنگ کرلوں۔" اپنا ہوم ورک مکمل کرنے کے بعد سات سالہ لاریب نے لان میں بیٹھے اسد سومرو سے کھیلنے کی اجازت مانگی تھی۔
"وائی ناٹ مائی چائلڈ۔" وہ جو اپنے سامنے ٹیبل پر پھیلے اخبار اور فائل اٹھا کر اندر جانے کے لیے مڑے تھے اس کے سر پر چپت مارتے مسکرا کر گویا ہوئے۔
"آپ سائیکلنگ ضرور کریں لیکن چھوٹی بہن کا خیال رکھیے گا۔ کہیں کھیلتے کھیلتے وہ گر نہ جائے۔"

تتلیوں کے پیچھے بھاگتی آیت کے پھولے گالوں پر پیار کرتے ہوئے پاپا رہائشی حصے کی طرف بڑھ گئے تھے۔
یہ دیکھے بغیر کے ان کی بات سن کر سات سالہ لاریب کے چہرے پر سے مسکراہٹ اڑن چھو ہو چکی تھی۔
☆☆☆
"کیا مصیبت ہے یار تمام گھر والوں کو بھی شادی میں آج ہی جانا تھا۔" وہ اسکرین کو گھورتے ہوئے بڑبڑایا تھا۔
"جی سائیں، تمام گھر والوں کو تو خیر آج ہی جانا تھا شادی میں۔ پر آپ کس خوشی میں آج آسٹریلیا سے واپس آ گئے......؟" اس نے چڑایا۔
"تمہاری مایوں کی خوشی میں واپس آ گیا میں، مگر تم کس غم میں آج ہاسپٹل نہیں گئیں۔" وہ بھی بھنا کر کہہ گیا۔
"غم میں نہیں۔" وہ ہنسی۔ "اسٹرائیک کی وجہ سے نہیں گئی آج۔" اسے بتانا پڑا۔
"اسٹرائیک؟" زارون استہزائیہ مسکرایا۔ "تو کیا پھر سے سیلری کی بھوک پڑ گئی تم ڈاکٹرز کو...... جو ہڑتال کی جھنڈی لہرادی۔"
"نو، سیلری کی وجہ سے نہیں، کسی پیشنٹ نے ایک لیڈی ڈاکٹر کے ساتھ جھگڑا کر دیا تھا اس وجہ سے ہوئی اسٹرائیک۔"
"اوہ! اچھا۔" وہ جیسے کچھ سمجھ کر سر ہلا گیا۔
"ڈاکٹر یقیناً خوب صورت ہوگی......؟"
"ایسی ویسی۔" فرنچ فرائز کو کیچپ میں ڈبو ڈبو کر کھاتی وہ مزے سے اعتراف کرگئی۔
"آیت! تمہارا دل نہیں چاہتا۔ کبھی خوب صورت نظر آنے کو......؟"
"میرا؟" وہ جو کیچپ کا ٹیسٹ منہ میں گھلتا محسوس کرتے اپنی آنکھیں میچ گئی تھی یک لخت سٹپٹا کر سیدھی ہوئی۔
مگر اس اثناء میں وہ اپنا ہاتھ دکھا چکا تھا۔

"یو چیٹر۔" تلے ہوئے آلوؤں کی پلیٹ زارون کے ہاتھوں میں دیکھ کر وہ چلا اٹھی تھی۔

"شکر ہے...... چیٹر ہوں تمہاری طرح چھٹنے کے قریب کوئی ڈھول نہیں۔" آلو کے چپس سے لطف اندوز ہوتے ہوئے وہ ہنسا تھا۔

"غضب خدا کا، لڑکی تمہارا تو کھا کھا کر لگتا ہے بم بن کر نریندر مودی کی سبھا کے سر پر پھٹنے کا ارادہ ہے ...... اقوام متحدہ کی فوج کی ہیلپر بنوگی تم؟" آیت کے ہاتھوں سے بنے فرنچ فرائز کو اسی کی نگاہوں کے سامنے کھاتے وہ اس کو ستا رہا تھا۔

آیت سومرو اس احسان فراموش شخص کو گھور کر رہ گئی تھی۔ جو اس سے محض پانچ سال ہی بڑا تھا مگر اس بات کا رعب اسے خوب جتانا آتا تھا۔

"ڈیرن ...... ڈیرن۔" اس کی تیکھی نگاہوں کا نوٹس لیے بغیر وہ ٹی وی اسکرین کی طرف دیکھ کر چلایا تو۔

آیت کا سر میکانکی انداز میں دیوار پر بجی ایل ای ڈی کی جانب گھوم گیا تھا جہاں اس کا پسندیدہ ڈیرن سیمی واقعی بلا سنبھالے کھڑا تھا۔

سامنے سے فہیم اشرف دوڑتا ہوا آیا اور ہاتھ میں دبی گیند ڈیرن کی جانب پھینکی۔ ڈیرن نے بڑے اسٹائل کے ساتھ بلا گھمایا اور چھکا دے مارا دوسرے ہی لمحے بال اڑتی ہوئی باؤنڈری کراس کر گئی۔

"مائی گاڈ! اٹس آ سکس۔" گرے جینز پر وائیٹ ٹاپ پہنے وہ کاؤچ پر سے اچھلی تھی۔

"ڈیرن آئی لو یو......"

سیمی نے ایک اور چھکا مارا تھا اور آیت کے اس بے اختیارانہ اظہار محبت پر زارون اپنا قہقہہ ضبط نہ کر سکا۔

"مسٹر سومرو توھان کھی وڈی دھل پئی اچی؟" (مسٹر سومرو آپ کو بڑی ہنسی آ رہی ہے) اسکرین سے نگاہ ہٹا کر وہ اس پر چڑھ دوڑی۔

"تو کیا نہیں آنا چاہیے؟" وہ مسکرایا۔

"ارے تمہارے ڈیرن سیمی کے اتنے پیارے، پیارے سکسر اور ادھر یہ مزیدار سے اسپیکیز۔" مسکراہٹ دباتے خالی باؤل کو اس کے سامنے لہرایا تو آیت کو چکر آ گئے۔

"اسپیکیز ......؟ اوہ یو۔" کرکٹ بھول کر وہ اس کے پیچھے بھاگنا چاہتی تھی مگر۔

"یا! آئی ایم ہنڈسم۔" کہتا وہ اپنے بیڈ روم میں گھس گیا تھا۔ کمرے میں آ کر زارون نے پینٹ کے پاکٹ سے سیل فون نکالا تھا اور اس کو واٹس ایپ پر ٹیکسٹ کر دیا۔

"سومرو ہاؤس کے بے حد قریب۔" سمائیلی آئی کون کے "کہاں پہنچے جناب" کے ساتھ جواب ملا تو وہ مسکرا دیا۔

وہ لوگ شادی سے واپس آ رہے تھے۔ اور زارون اب تک اس کا سجا سنورا روپ دیکھنے کے لیے ہی تو جاگ رہا تھا۔

جی ہاں! آیت سومرو کا ڈیرن سیمی۔ اور زارون عباد کا لاریب اسد۔

"بریکنگ نیوز ضوفی کی وجہ سے نیہا اور قلب مومن کا بریک اپ......!"

وہ ایف بی پر لاگ آن ہوئی تو گروپ الف میں قلب مومن اور نیہا کے بریک اپ کو لے کر تبصرے کیے جا رہے تھے۔

"نیہا کا بھی کوئی خاص قصور نہیں ہے۔ قلب مومن ہے ہی براوڈ۔" اپنی جانب سے تبصرہ لکھ کر اس نے بھی اپنے کمنٹس پوسٹ کر دیے۔

"نیہا کا قصور کیوں نہیں محترمہ...... وہ پیار تو ضوفی سے کرتی ہے اور الو مومن کو بنا رہی ہے، آپ کو نظر نہیں آتا......؟"

آیت وہیں بیٹھی تھی جب "تنہا چاند" کے نام سے بنی ایک آئی ڈی سے جواباً یہ کامنٹس اس کو مینشن کیے گئے تھے۔

"آپ گھر بیٹھے ایک لڑکی کو بے وفا کیسے کہہ

سکتے ہیں مسز؟" اسے بھی تاؤ آ گیا۔
"اور آپ قلب مومن کو مغرور کیسے کہہ سکتی ہیں مس؟ حالاں کہ وہ پراؤڈ نہیں بلکہ اصول پسند ہے۔ اپنی محبت میں شراکت تو کوئی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔" "تنہا چاند" نے بھی اپنا موقف لکھ دیا۔

"خیریت! اتنی فیور؟ قلب مومن آپ کے بیٹے ہیں کیا؟" طنزیہ مسکراہٹ کا آئی کون ساتھ کر کے آیت نے پوچھ ہی لیا۔

"سوری محترمہ! میں تو خود ابھی ان میرڈ (غیر شادی شدہ) ہوں...... سو قلب مومن جتنا بڑا بیٹا افورڈ نہیں کر سکتا۔ البتہ آپ مجھے نیہا کی آنٹی ضرور لگتی ہیں۔"

"میں اگر سچ مچ میں نیہا کی آنٹی ہوتی تو قلب مومن کے ساتھ اس کا افیئر تو بڑی بات ہے۔ اسے کبھی مومن کے قریب پھٹکنے بھی نہ دیتی۔" تنی ہوئی گردن کے ساتھ آیت نے یہ کامنٹس تنہا چاند کو مینشن کیے تھے۔

"ریئلی!" وہ ہنسا۔ "اور اگر مومن میرا بیٹا ہوتا تو میں اسے نیہا جیسی لڑکی کو پروپوز کرتا تو دور اسے اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی اجازت بھی نہ دیتا۔" وہ بھی کہہ گیا۔

"مومن کون سا خود دودھ کا دھلا ہوا ہے، جناب وہ خود بہت ہی بڑھیا قسم کا فلرٹی ہے۔" گروپ میں موجود ایک دوسری لڑکی نے بحث میں کودتے تبصرہ کیا۔

"مومن کو دودھ کا دھلا میں نہیں کہتا بٹ، نیہا جیسی لڑکیوں کو میں خود روز ہی فیس کرتا ہوں۔ اور اتنا ضرور کہوں گا کہ شرم و حیا ہی وہ اصل زیور ہے جو عورت کو خوب صورت بناتا ہے ورنہ حیا کے بغیر تو عورت کی ذات ریپر ہٹی کینڈی کی طرح ہوتی ہے جس پر کئی مکھیاں بھنبھنائی اور منہ مارتی پھرتی ہیں۔"

تنہا چاند کے اس سفاک تبصرے پر آیت اپنا سرخ چہرہ لیے بیٹھی رہ گئی تھی اس بات سے بے خبر کہ اپنے وسیع لان کی چیئر پر بیٹھا وہ منتظر نگاہوں سے اپنے سیل کی اسکرین کو تک رہا تھا۔ شاید اس کو آیت کے جواب کا انتظار تھا۔

☆☆☆

"کب سے انتظار کر رہا ہوں؟"

سومرو ہاؤس کے پورچ وے پر گاڑیاں رکیں تو سب لوگ اپنی اپنی کار سے اترنے کے بعد گھر کے رہائشی حصے کی جانب بڑھ گئے مگر وہ نازک اندام اپسرا گولڈن میکسی میں سج سج چلتی لان کے اس حصے میں آ گئی۔ جہاں زارون عباد اس کا منتظر تھا۔

"اتنی دیر......؟" آسٹریلیا سے وہ پورے پندرہ دن بعد لوٹا تھا سو اس کی دید کی لگن عروج پر تھی۔

"شادیوں میں دیر تو ہو ہی جاتی ہے۔" جواباً وہ اترائی تھی۔

"پیاری لگ رہی ہو۔" وہ دونوں ایک دوجے کے سامنے آ بیٹھے تھے جب زارون نے جھک کر سرگوشی کی تھی۔

"سب ہی کہہ رہے تھے۔" لاریب اس بار ہنسی۔

"یار کس قدر ظالم ہو تم۔" اس نے دہائی دی۔

"اب میں نے کیا کیا......؟" وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائی۔

"ظلم......! سب کے ساتھ کیوں ملاتی ہو مجھے؟"

"کیونکہ سب میرے اپنے جو ہیں۔" وہ شرارت پر آمادہ تھی۔

"اور میں غیر ہوں......؟"

"اس کا فیصلہ تو وقت کرے گا۔" وہ لب دبا کر ہنسی اور اٹھ کر جانے لگی۔

"لاری! وہ دونوں اک دوسرے کے پیچھے بھاگتے ہوئے ہار سنگھار کے درخت کے نیچے آ کھڑے ہوئے تھے۔

"میں کل پاپا سے بات کرنے والا ہوں۔" اس

نے ذرا سا خم ہوتے اس کی سماعتوں میں رس گھولا تھا۔
وہ چھوئی موئی سی ہو کر رہ گئی۔
"تم ساتھ دو گی نا میرا؟ لاری! میرا ساتھ کبھی بھی مت چھوڑنا" وہ التجا کر رہا تھا اور لاریب سومرو سر ہلا رہی تھی۔
ہار سنگھار کے درخت نے ہوا سے گلے مل کر بہت سے پھول دونوں پر نچھاور کر ڈالے تھے۔ کیونکہ وہ ان کا اقرار سن کر جھوم گیا تھا۔

وہ میرا نام لیے جائے، اور میں اس کا نام
لہو میں گونج رہا ہے اقرار کا موسم!

☆☆☆

"بڑے پاپا یہ دیکھیے میں نے ڈرائنگ بنائی ہے۔"
"ارے واہ! ہماری نیانی (بیٹی) نے ڈرائنگ بنائی ہے..... ذرا دکھائیے ہمیں۔" عباد سومرو نے پیار سے کہتے ہوئے اس کو اپنی گود میں بٹھا دیا تھا۔
وہ نہال ہو گئی اور اپنے دونوں بازو بڑے پاپا کی گردن میں حمائل کرتے جھول گئی۔
"بڑے پاپا آپ کو یاد ہے ناں..... آپ نے مجھ سے پرامس کیا تھا کہ میرے فرسٹ آنے پر..... آپ مجھے ڈول ہاؤس لے کر دیں گے۔"
"ہمیں یاد ہے۔" وہ مسکرائے۔
"اور ایک نہیں بلکہ دو ڈول ہاؤس ہم لیں گے۔ ایک آپ کے لیے اور ایک آیت کے لیے۔" یہ کہتے ہوئے بڑے پاپا پھولے ہوئے نیلے فراک میں ملبوس قریب آتی آیت کو دیکھ کر مسکرائے تھے۔
جبکہ آیت کو اچانک وہاں پا کر لاریب کی آنکھیں بجھ گئی تھیں۔
"میری ڈول کو بخار ہے بڑے پاپا اسے میرے ساتھ ہاسپٹل لے کر چلو" اپنی ڈول کو دونوں ہاتھوں میں اٹھائے وہ فکرمندی سے بڑے پاپا سے مخاطب ہوئی تھی۔
"ہا، ہا، ہا!" عباد سومرو کا قہقہہ اطراف میں بکھر گیا تھا پاس کھڑی ریحانہ سومرو بھی مسکرا دیں۔
"ہماری جان آپ کی ڈول کو بخار کیسے ہو گیا..... اپنے حصے کی آئس کریم کہیں اسے تو نہیں کھلا دی۔" لاریب کو اپنی گود سے اتار کر بڑے پاپا نے ایک دم سے اسے اپنے گود میں بٹھایا اور چٹاچٹ آیت کے پھولے ہوئے گال چوم لیے۔
"نو بڑے پاپا! میں نے اس کو آئس کریم نہیں کھلائی۔ بٹ زاردن نے کل میری ڈول کو سوئمنگ پول میں گرایا تھا۔"
"ہی ہی! اسلی تو تمہارا مطلب ہے اسے سردی لگ گئی؟" پاس بیٹھے اپنا ہوم ورک کرتے زاردن نے ہنس کر اس کا مذاق اڑایا۔
"جی میری ڈول نے سوئٹر پہنا ہوا نہیں تھا۔ پول میں گر کر اس کو سردی لگ چکی ہے۔" اپنا سر ہلاتے وہ دوبدو بولی تھی۔
"مائی سوئیٹ ہارٹ۔" عباد سومرو نے ہنستے ہوئے گڑیا سی بھتیجی کو سینے سے لگا لیا تھا۔ یہ دیکھے بغیر کہ وہاں کھڑی لاریب کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا اور ہمیشہ ہی تو ایسا ہوتا تھا لاریب کے حصے کا پیار و توجہ آیت کو ملتا۔ جب سے وہ پیدا ہوئی تھی لاریب کی ذات کہیں پیچھے رہ گئی تھی۔
آیت لاریب سے چار سال چھوٹی تھی اور زاردن سے پانچ سال۔ زاردن کے بعد لاریب سومرو ہاؤس کی رونق بنی تھی سو سب کے پیار اور توجہ کی وہ عادی تھی۔ لیکن پھر آیت نے آ کر اس سے اس کی حیثیت چھین لی تھی۔
سو لاریب بہت چھوٹی سی عمر میں ہی اس سے چڑنے لگی تھی اس کا دل چاہتا جہاں پر وہ ہو وہاں آیت کسی کو نظر نہ آئے۔

☆☆☆

جیئی سند جئی، سند وادا جئین (جیے سندھ جیے سندھ جئیں) سندی ٹوپی اجرک وارا جئین (سندھی ٹوپی اجرک والے جئیں)

سفید کلف لگے کاٹن کے کوٹ سوٹ میں مضبوط شانوں پر اجرک ڈالے سر پر سندھی ٹوپی کا تاج سجائے وہ مردانہ وجاہت کا شاہکار تھا۔ اس وقت اپنے دوستوں کی ساتھ سندھی لوک گیت کے لیریکس پر اس قدر انہماک کے ساتھ اسٹیپ لینے میں مگن تھا کہ

کچھ ہی فاصلے پر کھڑی وہ حسن کی مورت بھی اپنی میٹھی نگاہوں سے اسے چونکا نہ سکی تھی۔

نواب شاہ میڈیکل کالج کے وسیع لان میں اس وقت سندھی ٹوپی اجرک ڈے منایا جا رہا تھا۔

سفید سلک کے چوڑی دار پاجامہ فراک پر اجرک کی ویسٹ جیکٹ پہنے ریشمی دوپٹہ گلے میں ڈالے اپنے سلکی اسٹیپ کٹ بالوں کو نازک شانوں پر کھلا چھوڑے سلیقے کے ساتھ کیے ہوئے میک اپ میں وہ آج اپنے تمام یونی فیلوز کے دلوں پر ایک ساتھ بجلیاں گرا رہی تھی، ہر نگاہ نے اس کو سراہا تھا۔

وہ اپنے بے پناہ حسن کی وجہ سے تمام اسٹوڈنٹس میں یکساں مقبول تھی ہر کوئی اس کے ساتھ دوستی کرنے کا خواہاں تھا۔ لیکن خود اس حسن کی دیوی کا اپنا دل ایک دیوتا کے قدموں کی داسی بن کر رہنے کو چاہا تھا۔

وہ اس دیوتا کی وجاہت اور بے نیازی پر مرمٹی تو مٹی تھی۔ وہ اس کا کلاس فیلو تھا مگر بے حد مغرور۔ اس نے تو کبھی دو پل ٹھہر کر اس کی بات بھی نہیں سنی تھی۔ جانے کس مٹی سے بنا تھا وہ کہ اس پر کسی لڑکی کی ترچھی نگاہ کا اثر ہی نہیں ہوتا تھا۔

☆☆☆

صبح ناشتے کی میز پر گھر کے تمام افراد موجود تھے سوائے ان دونوں کے۔ دونوں ہی رات کو دیر سے سوئے تھے اور یہ ہی وجہ تھی کہ دس بج جانے کے باوجود ابھی تک کسی ایک کی بھی آنکھ نہیں کھلی تھی۔ لاریب کی تو خیر تھی کہ آج اس کی نائٹ ڈیوٹی تھی۔

پر زارون وہ اک بزنس مین تھا سو اس کے لیے ایسی عیاشی مہنگی پڑ سکتی تھی۔

"ریحانہ! زارون نہیں اٹھا ابھی تک؟" دبنگ لہجے میں عباد صاحب نے ریحانہ بیگم سے استفسار کیا۔

بڑے پاپا کے دبنگ لہجے کو سن کر آیت کو گدگدی سی ہوئی۔ آج ضرور اس بگڑے بزنس مین کی شامت آنے والی تھی۔

"نہیں وہ ابھی تک سو رہا ہے۔" ریحانہ آنٹی کے حلق سے مری مری آواز برآمد ہوئی تھی۔

"کیوں رات کو شادی کی تقریب میں دیگیں ہمارے صاحب زادے نے پکائی تھیں کیا؟ اٹھائیں اسے ابھی اور اسی وقت۔" عباد سومرو برہم ہوئے۔

"بلکہ آیت آپ جاؤ اور بیٹا بلا کر لاؤ اسے۔"

"جی بڑے پاپا۔" وہ بظاہر سنمناتی ہوئی زارون عباد کے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔ مگر کمرے کے اندر داخل ہوتے ہی جنگلی شیرنی کا روپ دھار لیا آگے بڑھی تھی اور سائیڈ ٹیبل پر پڑا جگ اٹھا کر بیڈ پر محو خواب زارون کے اوپر انڈیل دیا۔

وہ جو خواب میں اپنی لاریب کا نازک ہاتھ تھامے جھیل سیف الملوک کی سیر کرنے میں مصروف تھا۔

اس بدماغ لڑکی کی حرکت پر نہ صرف ہڑبڑا کر نیند سے اٹھ گیا تھا بلکہ دوسرے ہی پل بستر سے اٹھ کر اسے ڈانٹ سے نواز دیا۔

وہ جو ٹھنڈے ٹھار پانی کا جگ اس پر اوندھا کرنے کے بعد مزے سے کھڑی مسکرا رہی تھی۔

اس غیر متوقع عزت افزائی پر بلبلا اٹھی۔

"تم نے...... تم نے مجھے ڈانٹا......؟" آنسو آنکھوں سے ہوتے گالوں پر لڑھک آئے۔

"ہاں! میں نے ڈانٹا ہے۔" زارون نے دانت کچکچائے۔

"اور تم اسی لائق ہو...... جتنی فضول یہ شکل ہے

اتنی ہی گھسی پٹی عقل ہے اب یہ بم کی طرح پھیلا اپنا وجود لے کر آؤٹ ہو جاؤ یہاں سے دور، اس سے قبل میں آج صبح صبح تمہیں شوٹ کر دوں۔" مٹھیاں بھینچتے وہ چلایا تھا۔

تیر کی تیزی کے ساتھ پلٹ کر وہ اس کے بیڈ روم سے نکل گئی تھی وہ سر جھٹکتا واش روم میں گھس چکا تھا۔

☆☆☆

"ڈاکٹر! آپ میرے ساتھ ایمرجنسی میں آیئے پلیز۔" حکمیہ لہجے میں اسے آرڈر دیتے ڈاکٹر لاکھوآگے بڑھ گئے تھے۔

اپنا اوور آل سنبھالتی وہ فوراً ان کے پیچھے بھاگی تھی۔

ڈاکٹر لاکھو اس پرائیویٹ ہاسپٹل کے اونر کریم لاکھو کے اکلوتے نور چشم تھے جس ہاسپٹل میں وہ اور آیت جاب کرتی تھیں۔ انہوں نے ابھی حال ہی میں اپنے ہاسپٹل کو جوائن کیا تھا۔ وہ لندن سے اسپشلائزیشن کر کے لوٹے تھے۔ وجیہہ و پروقار سے ڈاکٹر لاکھو ہزاروں لڑکیوں کے دل میں دھڑکن بن کر بستے تھے۔ لیکن خود ان کی نگاہ انتخاب کسی صنف نازک پر نہیں ٹھہرتی تھی۔ جانے ان کے حسن کا معیار کیا تھا؟ خیر اسسٹنٹ کے طور پر آج وہ ان کے ساتھ تھی اور ڈاکٹر لاکھو اس کے کام سے مطمئن تھے چار گھنٹے کا آپریشن بالآخر مکمل ہوا تھا، اور کامیاب بھی۔

"آپریشن از سکسیس فل سر۔" آپریشن تھیٹر سے باہر آتے لاریب مسکرائی تھی۔

"ہوپ سو۔" پروفیشنل انداز میں مسکرا کر اس کی بات کا جواب دینے کے بعد وہ اپنے کیبن کی جانب بڑھ گئے تھے۔

☆☆☆

گھر گھر ء گلی گلی گونجن (گھر گھر اور گلی گلی گونجے)

سندامر جا نعرہ نعرہ.....نعرہ (سندھ ماں کے نعرے)

ہوسند جئی......" (ہو سندھ جئے)

وہ دفعتاً چونک کر مسکرائی تھی اور اپنی نثار ہوتی نگاہیں اس پر سے ہٹائی تھیں۔

تمام اسٹوڈنٹس اب کورس میں مل کر نعرے لگائے جا رہے تھے۔

"ہو جئی سند جئی (ہو جئے سندھ، جئے)

کسی خواب کی کیفیت میں چلتی وہ بھی ان سب کے قریب آ گئی تھی۔ اور پھر اچانک آگے بڑھ کر گول دائرے کی صورت میں تشکیل پاتے اس ہجوم میں کھڑے اس مغرور دیوتا کے قریب کھڑی ہوئی تھی۔

وقار جونیجو کی معنی خیز نگاہیں اپنے چہرے پر اٹھتی پا کر وہ از حد بیزار ہوا تھا۔ اور پھر دوسرے ہی پل غیر محسوس انداز میں اپنا ہاتھ چھڑا کر اس ہجوم سے نکلتا چلا گیا تھا۔

اور وہ اپنی جگہ بت سی کھڑی رہ گئی تھی۔ بکی کی شدید لہر اس کے اندر تک بکھر گئی تھی۔

وہ اس کے لیے چاند بن گیا تھا وہ چکور کی مانند جتنا پاس جاتی وہ اتنا ہی دور کھڑا نظر آتا۔

اس شخص کی کشش اسے دیوانہ کیے دے رہی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنا دل کھول کر اس کٹھور شخص کے سامنے رکھ دیتی۔ اور ایسا کرنا تو اب اس کی مجبوری بن چکا تھا۔ کیونکہ محض ڈھائی ماہ بعد ہی ان کے لاسٹ سیمسٹرز شروع ہونے والے تھے۔ اور اس کے بعد کون کہاں چلا جاتا کسی کو اندازہ نہ تھا۔

بچے کی طرح چاند کو چھونے کی تمنا!

دل کو کوئی شے دے دے تو کیا کیا نہ اڑے وہ!

"میں بری ہوں سب کو ہی میں بری لگتی ہوں کیا موٹے لوگوں کی اس دنیا میں کوئی گنجائش نہیں ہوتی کیا وہ انسان نہیں ہوتے۔ کیا ان کے سینے کے اندر دل نہیں دھڑکتا۔ کوئی آٹھواں ٹشو اس بار اپنی ناک پر رگڑتے اس نے سسکاری بھری تھی۔

اس کے ساتھ بیٹھی حنا نے بوریت سے اپنی جمائی روکتے اسے دیکھا تھا۔ اور بولی۔

"یار یہ آج موٹے لوگوں کے ساتھ تم کو اس درجہ ہمدردی کیوں ہو رہی ہے...؟ کیا فیٹ لاس ڈے ہے آج؟"

"ایک موٹی تمہارے سامنے بیٹھی ہے نظر نہیں آ رہا؟" ڈاکٹر آیت چلائی۔

"واٹ...! موٹی تم؟" حنا نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں۔

"کیوں حیران ہونے کی ایکٹنگ کرتی ہو۔ پورا سومرو ہاؤس مجھے کھانے پر ٹوکتا ہے میں موٹی ہوں سب ہی کہتے ہیں۔" آیت نے اپنا رونا آج ہاسپٹل میں پہلی بار رو دیا تھا۔

"دماغ تو خراب نہیں ہے تمہارا آیت مراد؟ اچھی خاصی اسمارٹ ہو تم تو۔ بھرا بھرا سا اتنا پیارا فگر ہے تمہارا موٹاپا کہتے ہیں اسے بھلا؟"

"میں کچھ نہیں جانتی۔ مجھے بھی لاریب کی طرح سلم وا یکٹو بننا ہے۔"

"یہ آج اس سڑیل مغرور ڈاکٹر لاریب کے ساتھ تمہارا کامپٹیشن خیریت تو ہے ناں۔" حنا نے برا سا منہ بنایا کیونکہ اسے آیت کی اکلوتی کزن اک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔

"تم بھلے لاری کو کچھ بھی کہہ لو...... وہ ہے تو پیاری سی...... میں بھی اس کی طرح نازک اندام سی بننا چاہتی ہوں۔"

"لڑکی سر پھوڑ دوں گی میں تمہارا۔ کیا کسی نے تمہیں بتایا نہیں تم خود کتنی پیاری ہو، زلفیں گھٹائیں جیسی آیت سومرو! جھیل سی تو پیاری آنکھیں ہیں تمہاری...... آئی لو یو۔" حنا نے اسے پچکارتے ہوئے اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔

"ہٹو پرے تم۔" آیت نے مسکراہٹ دبائی "مجھے تمہارے لو یو کا کیا کرنا ہے۔"

"کیوں......؟" حنا نے اس کو گھورا...... "اگر ڈیرن کہتا تو بات بھی تھی۔"

"کیوں! سر لاکھو کا لو یو بھی نہیں چاہیے تمہیں...... کتنے ہینڈسم ہیں وہ؟" ڈاکٹر حنا نے سرگوشی کرتے ہوئے آنکھ دبائی۔

"نہ جی!" آیت نے ہاتھ جھاڑے۔ "ڈاکٹر لاکھو کا لو یو میرے کس کام کا...... اتنی لڑکیاں مرتی ہیں ان پر...... وہ بے حد پاپولر ہیں گرلز میں۔ جبکہ مجھے تو ایسا بندہ چاہیے دل لگانے کے لیے جو صرف میرا ہو۔"

"اور ایسا بندہ تم کو ملے گا کہاں؟" حنا پہلی بار متفکر دکھائی دی۔

"مل ہی جائے گا وہ بھی......" آیت بڑی مطمئن تھی۔

"پہلے میں سلم تو ہو لوں...... اور اس کے لیے کل سے ہاسپٹل کے لان میں واک شروع۔" آیت پر سلم ہونے کی دھن سوار تھی۔

"واہ جی! ڈیوٹی آورز میں واک سر لاکھو شوٹ نہ کر دیں تمہیں جانتی ہو ناں وہ کام کے معاملے میں کتنے سخت ہیں۔"

"پھر سے سر لاکھو......؟ چچی نہ ہو تم ان لاکھوز کی؟" گود میں رکھا ایتھس کو پ اٹھا کر اس نے حنا کے نازک شانے پر دے مارا تھا۔

اس بات سے بے خبر کہ کیبن کی کھڑکی میں تازہ ہوا کھانے کے ارادے سے کھڑے ہوئے سر لاکھو حنا کی درد بھری دہائیوں پر اپنی مسکراہٹ کو لبوں پر آنے سے نہ روک سکے تھے۔

ڈاکٹر حنا اور ڈاکٹر آیت نامی لڑکیاں بھی ان کے ہاسپٹل میں جاب کرتی تھیں یہ وہ آج جان رہے تھے۔

☆☆☆

بیڈ نیوز پندرہ مارچ بہ روز جمعہ نیوزی لینڈ کی کرائسٹ چرچ کی مسجد النور پر دوران نماز جمعہ ایک آسٹریلین شہری کی فائرنگ۔

برینٹن ٹرینٹ نامی اس شخص کی فائرنگ کے نتیجے میں مسجد کے اندر موجود کئی نمازی شہید و شدید زخمی ہو گئے۔ اسے کہتے ہیں انسانیت کا قتل۔" اس نے اپنی آئی ڈی چانڈو کی (چاندنی) مراد سے گروپ الف میں اپنا اسٹیٹس اپڈیٹ کیا ہی ہو گا جب

تنہا چاند اچانک لاگ آن ہوا تھا اور اس نے آیت کے اسٹیٹس پر علی زریون کے اس شعر۔

دکھی نہ ہو کہ، حکایات بھی نہیں سنتے ؟

یہ بدنصیب تو آیات بھی نہیں سنتے !

میں اپنے کامنٹس پوسٹ کر دیے۔

''آپ ٹھیک کہتے ہیں تنہا چاند جی! ایسے انسانیت سے بے بہرہ لوگ بدنصیب نہیں تو اور کیا ہیں۔''

زینب مبارک جو گروپ الف کی سرگرم میمبرز میں سے ایک تھی کے کامنٹس بھی آیت کے اسٹیٹس پر جگمگائے تھے۔

''میرا خیال ہے یہ فقط بدنصیب ہی نہیں بلکہ جہنم کے حقدار بھی ہیں۔ یقیناً ایسے ہی لوگوں کے لیے اللہ نے القرآن میں وعدہ فرمایا ہے کہ وہ دوزخ کو ان سے بھر دیں گے۔''

آیت نے بھی زینب عرف زینی کو مینشن کیا تھا۔

''اللہ نے وعدہ یقیناً فرمایا ہے محترمہ مگر یہ وعدہ صرف مشرکوں کے لیے ہی نہیں کیا گیا، بلکہ اس میں کچھ سر پھرے و سرکش مسلمان بھی شامل ہوں گے۔''

تنہا چاند کے کامنٹس اچانک شو ہوئے۔ وہ جلبلا گئی۔

''لگتا ہے موصوف آپ کو بہت شوق ہے دوزخ میں تشریف لے جانے کا، سو آپ ضرور جائیں، لیکن ہمیں کس خوشی میں اپنے ساتھ گھسیٹ رہے ہیں؟''

''ہا، ہا! ایسی بات نہیں ہے جی...... اور میں تو ان شاء اللہ جنت میں ہی جاؤں گا۔ بٹ آپ کی اس درجہ اتراہٹ پر اک شعر ضرور یاد آ گیا۔ پر جانے دیجیے۔''

''ارے آپ بھی کمال کرتے ہیں تنہا مون جی، جانے کیوں دیں۔ وہ شعر سنائیں ناں۔'' دانت نکالنے والے آئی کون کے ساتھ زینی مبارک نے فرمائش کی تھی۔

اپنی گردن جھکا کر بات کرو

نکالے گئے ہو تم جنت سے ......!

اس طنز کو پڑھتی آیت باقاعدہ اپنے دانت کچکچا کر رہ گئی۔ وہ گھر سے اس وقت ہاسپٹل جانے کے لیے نکلی تھی۔ مگر موڈ ہسپتال پہنچنے سے قبل ہی خراب ہو چکا تھا۔ اور خراب موڈ میں اسے کچھ نظر ہی کہاں آتا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ جب وہ مسیحا کریم کے پارکنگ میں اپنی گاڑی پارک کرنے کے بعد باہر نکلی تھی۔

اپنی کار کی طرف بڑھتے سر لاکھو سے بری طرح جا ٹکرائی۔

''آؤچ! ایم سو، سوری سر۔'' ایک کراہ کی مانند یہ جملہ اس کے منہ سے ادا ہوا تھا۔

جبکہ سامنے کھڑے ڈاکٹر لاکھو اس ٹکر پر خاصے بدمزا نظر آ رہے تھے۔

''ایکس کیوزی سر۔''

ان کی خاموشی کے باوجود آیت نے دوبارہ معذرت کی تھی ٹکر کے نتیجے میں دونوں فریقین کے ہاتھوں میں موجود سیل فونز پورچ وے پر جا گرے تھے۔

زبان دانتوں تلے دباتی وہ سر کا سیل اٹھانے کو فوراً جھکی تھی۔

اور جھکے تو اپنا موبائل اٹھانے کے ارادے سے وہ بھی تھے۔

ایک لمحے کی بات تھی نگاہ بے اختیاری میں بھٹک کر پورچ وے پر گری آیت کے موبائل کی چمکتی اسکرین کی جانب جو اٹھی تو ٹھہری رہ گئی۔

آیت اس وقت اپنے نک نیم چانڈو کی مراد کے ذریعے ایف بی پر لاگ آن تھی بلکہ ایک گروپ کی اپڈیٹس اس کی سیل کی اسکرین پر شو ہو رہی تھیں۔

''سر یہ آپ کا موبائل۔'' اپنے سبز اسکارف کے پلو کی مدد سے قیمتی سیٹ پر سے نادیدہ گرد جھاڑتی وہ سیل فون سر کی سمت بڑھا چکی تھی۔

''شکریہ! اینڈ آئندہ احتیاط سے ضرور دیکھ کر چلیے

گا۔ یہ نہ ہو کہ یہاں پیشنٹ کا علاج کرنے کے بجائے آپ خود سجا کریم کی پیشنٹ بن جائیں۔'' براؤن جینز پر نیوی بلیو کلر کی شرٹ پہنے موبائل اس کے ہاتھوں سے لیتے ہوئے وہ سنجیدہ لہجے میں تنبیہ کرنے کے بعد اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئے تھے۔

''آج کا دن ہے ہی خراب۔'' وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی سجا کریم کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ گئی تھی۔

☆☆☆

''یہ تم ایسے سر جھاڑ منہ پہاڑ حلیے میں کہاں جا رہی ہو......؟''

گرین ٹائیٹس پر گرے ڈھیلی ڈھالی ایئر لائن لونگ شرٹ پہنے پیلا دوپٹہ گلے میں ڈالے۔ اپنے بکھرے الجھے بالوں کو بڑے سے وائیٹ کلر کے کیچر میں جکڑنے کی ناکام سی کوشش کرتی وہ پنک جوگرز کے تسمے کستی کہیں جانے کو تیار کھڑی تھی۔

جب کچن سے باہر آتی آسیہ سومرو نے اس اکیسویں صدی کے نمونے کو جالیا۔ ''مام...... میں یونہی ذرا مارکیٹ تک جا رہی تھی۔'' وہ بے زاری سے گویا ہوئی۔

''کچھ بکس لینی ہیں مجھے۔'' اس نے عجلت میں اطلاع دی۔

''آیت......'' مام نے آنکھیں نکال کر اسے گھورا۔

''یو ڈرٹی چائلڈ۔'' (تم گندی بچی)

''اب کیا ہوا......؟'' وہ روہانسی ہوئی۔

ہر روز ہی تو ایسا ہوتا تھا۔ لاریب کو نک سک کے ساتھ تیار ہو کے ہاسپٹل جاتا دیکھ کر مام اسے ٹوکتی تھیں۔

''بیٹا دیکھو لاری کس قدر پیاری لگ رہی ہے۔ کچھ سیکھو بہن سے۔ کم از کم تم لاریب سے ڈھنگ کی ڈریسنگ کرنا ہی سیکھ لو۔''

''سارا دن اول جلول حلیے میں پھرا کرنا...... کھا، کھا کر موٹی الگ ہو رہی ہو۔''

اسی لیے تو آیت نے خاندان کے کسی فنکشن میں جانا ہی چھوڑ دیا تھا۔ کہ سب لاریب یہ، لاریب وہ کہہ کہہ کر مقابلہ شروع کر دیا کرتے تھے۔

یہ سچ تھا وہ اپنے ذات سے لاپروا تھی سستی اسے خود کو سجا سنوار کر رکھنے میں ہی آڑے آیا کرتی ورنہ باقی ہر کام میں وہ بلا کی ایکٹو تھی۔ چاہے وہ کوکنگ ہو گارڈننگ ہو یا پھر گھر کو سجا سنوار کر رکھنا ہو ان کا پورشن ہر دم چم چم کرتا رہتا۔ وہ ہر سنڈے کو اپنے پورشن کی تفصیلی صفائی کرنے کی عادی تھی۔ مگر اس سنڈے پر صفائی سے فارغ ہو کر اس نے اچانک مارکیٹ جانے کا موڈ بنا لیا تھا۔

آیت کو اپنے کچن گارڈن کے لیے کچھ انڈور پلانٹس کی ضرورت تھی اور اپنے لیے چند کتابیں بھی خریدنی تھیں اسے۔

''یوں بھی ایسے حلیے میں لاریب گھر سے باہر جاتی ہے۔'' مام نے لاریب کا ٹکڑا لگاتے ہوئے اس کے ہاتھ سے کار کی چابی اپنے قبضے میں لے لی تھی۔

''آیت تم کو چینج کر کے آنا ہوگا۔ فوراً جاؤ اپنے کمرے میں۔'' انہوں نے اس کے کمرے کے دروازے کی جانب اشارہ کیا تھا۔

''آپ بھی ناں مام۔'' وہ عاجز ہوئی۔

''مہینہ بھر محنت کر کے آپ کے لیے اتنا ویٹ کم کیا ہے پھر بھی خوش نہیں ہیں آپ؟'' وہ لڑاکا عورتوں کے اسٹائل میں ہاتھ نچا کر بولی تھی۔

''میرے لیے نہیں...... زارون کے طعنوں کی وجہ سے ویٹ کم کیا ہے تم نے جانو۔'' مسکراہٹ دباتے آسیہ سومرو نے اسے چھیڑا تھا۔

''ہونہہ زارون! اس نے اپنے منہ کے زاویے بگاڑے۔

اس دن کے جھگڑے کے بعد وہ پیرس گیا ہوا تھا۔ اور وہ بھی آیت کو بغیر سوری کیے سو اس کا غصہ برقرار تھا یہ ہی وجہ تھی مام کے منہ سے اس کا نام سن کر وہ جھلا گئی۔

''اف مام...... ایم گیٹنگ لیٹ۔''

پاؤں پٹختی وہ واپس بیڈروم کی طرف مڑ گئی تھی۔
کپڑے تبدیل کرنے کے بعد گاڑی کی چابی ماما نے مسکراتے ہوئے اسے تھمائی تو وہ گھر سے نکل آئی۔

☆☆☆

بہت سوچنے سمجھنے کے بعد اس نے اس کو ویلنٹائن ڈے پر گفٹ دینے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ اور یہ فیصلہ کرنے کے بعد اسے خود پر حیرت بھی ہوئی تھی۔ کیونکہ تھی تو بہر حال یہ ایک عامیانہ سی حرکت۔ لیکن دل لگی کے بعد اس نے جانا تھا کہ ''محبت اور جنگ میں ہر چیز جائز ہوتی ہے۔'' والی کہاوت جگ میں اتنی مشہور کیوں تھی۔ وہ بھی محبت میں عام باتوں کو جائز قرار دینے پر آمادہ ہوگئی تھی۔

سو اس نے اپنی انا کو پس پشت ڈال کر اور اس شخص کے لیے اپنے پاکٹ منی سے ایک بے حد قیمتی تحفہ خرید کر سرخ پھولوں کے سنگ اس کے ہاسپٹل کے پتے پر گفٹ روانہ کردیا۔

اس کا خیال تھا یہ دونوں چیزیں ملنے کے بعد وہ اس سے ضرور بات کرنے آئے گا۔ مگر یہ اس کی خوش فہمی ثابت ہوئی تھی۔ پورے پانچ روز تک اس کی جانب سے کسی رسپانس کا انتظار کرنے کے بعد بالآخر اس نے خود ہی ڈھیٹ بن کر اس سے بات کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔

سایہ وصل کب سے ہے آپ کا منتظر مگر......!
ہجر میں جل رہے ہیں آپ، آپ بہت عجیب ہیں
اپنے خلاف فیصلہ، خود ہی لکھا ہے آپ نے!
ہاتھ بھی مل رہے ہیں آپ، آپ بہت عجیب ہیں!

☆☆☆

''معزز مسافر اپنی نشست کے ساتھ ٹیک لگا کر سیٹ بیلٹ باندھ لیں کیونکہ ہماری فلائیٹ کچھ ہی دیر میں ٹیک آف ہونے ہی والی ہے۔

برائے کرم دوران سفر سگریٹ نوشی سے پرہیز کریں۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو اپنی سیٹ کے ساتھ لگا بزر بجا کر آپ مجھے اپنی خدمت کے لیے آواز دے سکتے ہیں۔ آئی وش کہ آپ کا سفر اچھا گزرے۔ ٹیک کیئر ہمارا جہاز پرواز کر چکا ہے۔''

وائیٹ اسکارف کو اپنے چہرے کے گرد ایئر ہوسٹس کے انداز میں پن اپ کیے بارہ سالہ لاریب ٹیرس پر کھڑی ایئر ہوسٹس گیم کھیلنے میں مصروف تھی۔ پاس ہی زارون بھی موجود تھا اور وہ اپنے بیٹری لگے جہاز کو ریموٹ کی مدد سے فضاء میں اڑاتے ہوئے لاریب کے انداز پر مسکرا رہا تھا۔

یہ دونوں کا بچپن کا کھیل تھا لاریب کو ایئر ہوسٹس بننے کا شوق تھا اور زارون کو پائلٹ بننے کا جنون۔

''زارون! جب تک تمہارا جہاز ٹیک آف کرے۔ آؤ میں تمہیں انجکشن لگاؤں۔'' وہ دونوں ابھی وہیں کھڑے تھے جب مراد چاچو کی وائیٹ شرٹ میں خود کو چھپائے پلاسٹک کا اسٹیتھس کوپ گلے میں ڈالے پلاسٹک کا انجکشن دونوں ہاتھوں میں دبائے وہ پاس آ کر بولی تھی۔

''ہی...... ہی ہی! یہ تم نے کیا پہنا ہے اسٹوپڈ......؟'' آیت پر نظر پڑتے ہی لاریب کی ہنسی چھوٹ گئی۔ ''چاچو کی شرٹ کیوں پہنی ہے تم نے۔'' اس نے ہنستے ہوئے پوچھا تھا۔

''یہ پاپا کی شرٹ نہیں ہے۔ میرا اوورآل ہے۔'' معصومیت سے خوب صورت آنکھیں پٹپٹاتی آیت بولی تھی۔

''اوورآل۔'' یعنی جو ڈاکٹرز پہنتے ہیں؟'' اپنا ہاتھ انجکشن لگوانے کے لیے اس کی طرف بڑھاتے زارون مسکرایا تھا۔

''لیس ڈاکٹرز والا اوول (اوور) آل ہے یہ۔'' وہ اترائی۔ لاریب نے رک کر غور سے آیت کا چہرہ دیکھا تھا۔

جہاں خوشی مسکراہٹ بن کر بکھری ہوئی تھی۔

اس مین ہماری آیت کو ڈاکٹرز پسند ہیں۔'' زارون انجکشن اس کے ہاتھوں سے لگوانے کے بعد اپنا ریموٹ لاریب کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے بولا

تھا۔
"لیٹس پلے آیت ڈاکٹر ڈاکٹر۔"
"یاہو ---- زارون تم کتنے اچھے ہو۔" آیت نے جھوم کر نعرہ لگایا۔
"تمہیں ڈاکٹرز اتنے پسند ہیں کیا؟" برا سا منہ بناتے ہوئے لاریب اس کو گھور گئی تھی۔
"ہاں بہت! اور میں بڑی ہو کر ڈاکٹر بنوں گی پھر تمہیں اور زارون دونوں کو انجکشن لگاؤں گی میڈیسن کھلاؤں گی۔ جب تم دونوں سیرپ نہیں پیو گے تو پھر تم لوگوں کو ڈانٹوں گی بھی۔" ہنستے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔
لاریب سومرو کا چہرہ اتر گیا تھا۔
اپنے بچپن کے خواب بڑے ہو کر ایئر ہوسٹس بننے پر اس نے پہلی بار غور کیا تھا۔ شاید وہ اپنے خواب پر آیت مراد کی پسند کو ترجیح دینے کے بابت سوچ رہی تھی۔ ہاں وہ بڑی ہو کر ڈاکٹر بننے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

☆☆☆

آیت نے اس وقت جس جگہ اپنی کار کو بریک لگائے تھے اس شاپ کے ریمپ پر ایک بے حد قیمتی گاڑی کھڑی تھی۔ کار کے ماڈل پر نگاہ ڈالتے وہ ٹھٹکی تھی۔ کیونکہ یہ گاڑی سر لاکھوں کی تھی۔
اپنی ٹوڈی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے رہنے کے باوجود وہ دیکھ سکتی تھی کہ فرنٹ ڈور وا ہونے پر بی ایم ڈبلیو سے ایک پروقار سی لیڈی اتری تھیں اور دکان کا دروازہ کھول کر داخل ہو گئیں۔
اور ان کی گاڑی جھٹکے سے آگے بڑھ گئی تھی۔
اس نے اپنا سر جھٹکا تھا۔ پھر اپنی کار لاک کرتی وہ بک شاپ میں داخل ہو گئی تھی۔
"واؤ!" خراماں خراماں چلتی وہ اپنے فیورٹ ناول کارنر کی جانب آ گئی تھی۔ شکسپیئر کے ناول انگلیوڈ ہمنٹ رومیو اینڈ جیولیٹ سے ہوتی آیت کی نظر ٹالسٹائی کے فیس ناول وار اینڈ پیس پر جا کر ٹھہر چکی تھی۔ آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر اس نے ناول ریک سے کھینچ لیا تھا۔
"گاڈ...... تھیف۔"
قبل اس کے کہ وہ ناول کھول کر جائزہ لیتی دکان کے اندر پھیلتی چیخوں کی آواز و افراتفری نے اس کو پلٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔
دکان میں اندر گھس آنے والے وہ دو لڑکے تھے۔ ایک کے ہاتھ میں پسٹل تھی اور وہی لڑکا پے منٹ کاؤنٹر کی دوسری جانب موجود شاپ اونر کے اوپر اسلحہ تان کر کھڑا ہو گیا تھا۔
دکان کے اندر کھڑے ہر شخص نے مارے خوف کے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیے تھے۔
سوائے آیت مراد کے اور ڈیکوریشن پیسز کے کارنر کے پاس کھڑی اس اولڈ لیڈی کے۔
"جانی سونے کے تمام پیسز اس بیگ میں ڈالو جلدی سے۔" جب تک دکان کا مالک لاکر سے پیسے نکالتا پسٹل تھامے اس لڑکے نے اپنے دوست کو ہدایت دی تھی۔
"او کے باس۔" کہتا وہ لڑکا اس کارنر کی جانب بڑھ گیا تھا۔
جہاں اس شاپ کی سب سے قیمتی اشیاء سجی ہوئی تھیں۔

☆☆☆

اس کو ڈھونڈتی ہوئی وہ آڈیٹوریم آ گئی تھی۔
وہ اپنے بیسٹ فرینڈ وقار جونیجو کے ساتھ کھڑا کسی بات پر ہنس رہا تھا بلیو جینز اینڈ اسکائی ٹی شرٹ میں ملبوس اپنے گھنے بالوں کو اسٹائل سے ایک طرف جمائے وہ ہنستا ہوا بے حد خوبرو دکھائی دیتا تھا۔
اس کی شہد رنگ آنکھیں مقابل کو تسخیر کرنے کا ہنر شاید ورثے میں لائی تھیں۔ سیدھی کھڑی ناک اس شخص کے ارادوں کے اٹل ہونے کا پتا دیتی تھی۔
اس دیوتا کا قد پانچ فٹ نو انچ تھا۔ کسرتی بدن و اس کے چوڑے شانے اسے اپنے باقی دوستوں میں نمایاں کرتے تھے۔
اس کے بات چیت کرنے کے انداز سے رکھ

رکھاؤ جھلکتا تھا۔ اس کو دیکھ اسے اکثر یہ شعر یاد آ جاتا تھا کہ

اک تہذیب تھا وجود اس کا
غضب کا رکھ رکھاؤ آنکھیں تھیں
وہ جس کو تم نے چراغ سمجھا تھا
کوئی یہ تو بتاؤ وہ آنکھیں تھیں

اس اپالو کی چراغ آنکھوں میں اپنا عکس بسا دیکھنے کی خواہش نے اس کی راتوں کی نیند اڑا رکھی تھی۔

مگر آج آر یا پار والی پل صراط کو پار کرتی وہ یکا یک اس کے روبرو جا کھڑی ہوئی تھی۔

''ھت پھنخوعم ناھین حالی۔'' (یہاں اب اپنا کام نہیں) اس کے ساتھ کھڑا اس کا دوست شرارت سے ہنسا تھا۔

''پھر ملتے ہیں یار۔'' وقار نے اسے آنکھ ماری تھی اور مسکراتا ہوا وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

''جی فرمایئے...... کیا خدمت کر سکتا ہوں میں آپ کی؟'' اپنے دوست کے وہاں سے جانے کے بعد اس سے مخاطب ہوتے وہ خوش مزاجی کے ساتھ مسکرایا تھا۔

وہ اس کا چہرہ دیکھ کر رہ گئی تھی۔

(کیا میرا گفٹ اسے نہیں ملا......؟) اس کی طرف سے بے نیازی کے اس اعلا مظاہرے پر پہلا خیال اس کو یہی آیا تھا۔

''وہ میرا گفٹ آپ کو مل گیا تھا؟'' ہمت کر کے اس نے پوچھ ہی لیا۔

''جی...... مل گیا تھا گفٹ۔'' اس بار بھی وہ مسکرا دیا۔

لیکن وہ اس مسکراہٹ کو باوجود کوشش کے کوئی نام نہ دے سکی۔

''کیسا لگا پھر آپ کو میرا تحفہ؟'' دوستانہ انداز میں بظاہر سوال کرتی وہ بدقت مسکرائی تھی۔

''پتا نہیں......'' بلیو جینز کی پاکٹس میں اپنے دونوں ہاتھ پھنسائے وہ لاپروائی سے شانے اچکا گیا۔

''میں سمجھی نہیں۔'' وہ جزبز ہوئی۔

''سوری! ایکچوئیلی میں نے آپ کا تحفہ کھول کر نہیں دیکھا۔'' وہ اس کی سماعتوں پر بم پھوڑنے کے بعد سکون سے گویا ہوا تھا۔

''اب آپ ہی بتایئے محترمہ! اتنی ساری گرلز کی طرف سے ڈھیروں گفٹس ملے مجھے اب کس کا تحفہ کھول کر دیکھتا میں، سو جس سنگتی (دوست) کو جو...... جو چیز اچھی لگی وہ اس نے اٹھا لی۔''

''جی......؟'' اس حسن کی دیوی کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئی تھیں۔

''جی......!'' جواباً وہ بھی لفظ ''جی'' کو کھینچ کر ادا کرتا اس کو مزید تپا گیا تھا۔

''مطلب کیا ہوا اس بات کا؟'' سنہری پیشانی پر سلوٹوں کا جال لیے وہ پوچھے بنا نہ رہ سکی۔

''مطلب یہ کہ مس آپ جیسی لڑکیوں کی رام کہانی سننے کا وقت نہیں ہوتا میرے پاس۔'' انتہائی بدلحاظی کا مظاہرہ کرتا وہ اس کی خوب صورت آنکھوں میں جھانک کر اس قدر حقارت بھرے لہجے میں بولا تھا کہ ٹکر ٹکر وہ اس کی صورت تکنے پر مجبور ہو گئی تھی۔

''آپ کو اندازہ ہے آپ کس کو ریجیکٹ کر رہے ہیں؟''

''نہیں۔'' غرور سے تنی اس بت کی گردن نفی میں ہل گئی۔

''مگر میں اتنا جانتا ہوں کہ پڑھائی کی مد میں اپنا قیمتی وقت فضول باتوں میں ضائع کرنے والی ایک کم عقل لڑکی کو ریجیکٹ کر رہا ہوں میں۔ مجھے امید ہے آپ دوبارہ میرا اور اپنا وقت ضائع نہیں کریں گی۔ ناؤ ٹیک دی سائیڈ۔'' پاتال میں اسے دھکیل کر وہ جا چکا تھا۔

پہلی مرتبہ کسی لڑکے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پہلی ہی دفعہ میں اس نے یہ خواری اٹھائی تھی۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہیں کھڑے کھڑے اپنے بال نوچ لیتی۔

☆☆☆

"یولوزر تم لوگوں کو شرم نہیں آتی ینگ ایج میں محنت کرنے کے بجائے چوری کرتے ہو۔"

شاپ میں پھیلا سناٹا اس وقت چھناکے سے ٹوٹ گیا جب اس لڑکے کے قریب جانے پر وہاں پہ پہلے سے کھڑی لیڈی نے ایک تھپڑ اس کو جڑ دیا تھا۔

"بڑھیا بکواس کرتی ہے۔"

دکان کے مالک کے اوپر پستول تانے کھڑا لڑکا رعونت سے دانت پیستا دفعتاً اس خاتون کی طرف مڑا تھا۔

اور قبل اس کے کہ وہ اپنے ہاتھ میں موجود پسٹل سے فائر کر کے اس لیڈی کو ختم کر دیتا۔

پاس کھڑی آیت نے اپنے دماغ کو فوراً حرکت میں لاتے ہوئے ہاتھ میں پکڑی موٹی سی کتاب اس لڑکے کی سمت اچھالی تھی۔

ناول اڑتی ہوئی اس لڑکے کی کلائی کے اوپری حصے پر جا لگی۔

لمحوں کی بات تھی۔ وہ لڑکا شاید اس افتاد کے لیے تیار ہرگز نہیں تھا۔ اگلے ہی پل پاسٹل اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گرا تھا۔

اور یہ وقت تھا جب اس لڑکے کے دوسرے ساتھی نے سامنے پڑا بھاری وزن اٹھا کر قریب کھڑی خاتون کے سر کے پچھلے حصے پر دے مارا تھا۔

"یو نان سینس ......"

اس منظر کی تاب نہ لاتے ہوئے آیت نے دوڑ کر پسٹل فلور پر سے اٹھا لیا تھا۔

پسٹل چلانی اسے نہیں آتی تھی مگر وہ دونوں محض اس کے ہاتھوں میں ہتھیار دیکھ کر ہی اتنا ڈر گئے تھے کہ سر پر پاؤں رکھ کر شاپ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

ان دونوں کے وہاں سے بھاگ جانے کے بعد دکان کے مالک کے ساتھ ساتھ آیت بھی فوراً اس زخمی عورت کو سہارا دینے کے ارادے سے آگے بڑھی تھی۔

جو فلور پر گرنے کے بعد بے ہوش ہو چکی تھیں۔

بھاری وزن ان کے سر پر لگا تھا۔ اور سر کے پچھلے حصے سے بہنے والا خون سفید ٹائیلز والے فلور کو سرخ کرتا جا رہا تھا۔

دکان میں موجود لوگوں کی مدد سے آیت نے اس خاتون کو اپنی گاڑی میں ڈالا تھا اور مسیحا کریم کا رخ کیا۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کے جانے کے دس منٹ بعد ہی وہاں پہ کوئی اور بھی آیا تھا۔

"مسٹر! یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟"

"ایم سوری سر ...... شی از ریئلی انجرڈ۔" شاپ اونر کا لہجہ پسپا تھا۔

"آپ ...... آپ پلیز اس گاڑی کا نمبر بتائیں مجھے۔"

اور سیلز مین نے فوراً گاڑی کا نمبر بتا دیا۔

شاہراہ فیصل پر رش ہونے کی بنا پر اس نمبر کی گاڑی جلد ہی انہیں سڑک پر کچھ آگے کو رینگتی نظر آ گئی تھی۔

☆☆☆

"مالی بابا آپ مجھے جھولا جھلا دیں پلیز ......"

جھولے پر بیٹھی آیت نے لان کے پودوں کو پانی دیتے مالی بابا سے فرمائش کی تھی۔

"میں جھولا جھلاؤں تمہیں آیت ......؟" وہ جو ابھی سائیکلنگ کر کے لوٹی تھی اس کے پاس آ کر مسکرائی۔

"تھینک یو لاریب۔" آیت کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ لاریب جب بھی اس سے ہنس کر بات کرتی تھی وہ یونہی کھل اٹھتی تھی۔ کیونکہ ایسا موقع شاذونادر ہی آیا کرتا تھا۔ ورنہ وہ آیت کو کم ہی مخاطب کرنے کی عادی تھی۔

"مزہ آ رہا ہے ......؟" تیسری مرتبہ جھولا جھلاتے ہوئے لاریب نے پوچھا تھا۔

"ہاں بہت ......" وہ کھلکھلائی تھی۔

لیکن پھر اگلے ہی لمحے یہ کھلکھلاہٹ اس وقت اچانک چیخ میں بدل گئی تھی۔ جب چوتھی مرتبہ لاریب

نے جھولے کی سنہری زنجیر کو حرکت دینے کے بجائے پیچھے سے دھکا دے کر آیت کو ہی جھولے سے گرا دیا تھا۔

وہ اچھل کر گھاس پر اوندھے منہ جا گری تھی۔

"لاریب......" مالی بابا سے بھی پہلے سومرو ہاؤس کے گیٹ سے اپنی سائیکل اندر لاتا زاردون نیچے گھاس پر بلکتی آیت کی طرف لپکا تھا۔

"یہ کیا حرکت تھی لاری۔"

آیت کی ناک سے بہتے خون کی لکیر پر نظر پڑتے ہی زاردون نے پلٹ کر ایک تھپڑ اس کے گال پر جڑ دیا تھا۔

"یو آر بیڈ گرل...... تمہیں شرم آنی چاہیے...... وہ کتنی چھوٹی ہے تم سے۔" لان کے وسط میں کھڑی لاریب کو ڈانٹنے کے بعد وہ آیت کو وہاں سے اٹھا کر اندر بھاگ گیا تھا۔

"آج تمہاری وجہ سے زاردون نے بھی مجھے ڈانٹا آیت تم بہت بری ہو۔"

"آئی ہیٹ یو......" وہ وہیں گھاس پر بیٹھ کر رونے لگی تھی۔

لاریب اسد خود کو مظلوم سمجھ رہی تھی مگر حقیقتاً ایسا ہرگز نہ تھا۔ وہ اگر جیلس ہونے کے بجائے آیت کے چھوٹے ہونے کو تسلیم کرتے خود اس کے ساتھ لاڈ کرتی تو رونقوں بھرے اس ماحول میں اپنی حیثیت کبھی نہ کھوتی۔ لیکن وہ تو مقابلے پر اتر آئی تھی۔

اور جب اپنے چھوٹوں کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو قد نہیں بڑھتا بلکہ مزید چھوٹا ہوتا چلا جاتا ہے۔

لاریب کے ساتھ بھی تو ایسا ہی ہوا تھا۔

وہ اپنا قد کھونے کے بعد بڑی ہوئی تھی۔ اور جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی اس نے ہر موڑ پر آیت مراد کو ہرانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

☆☆☆

"اسٹاف اسٹریچر فوراً۔"

اپنی گاڑی سے اتر کر اس نے لان میں اپنے اپنے کام سے ادھر ادھر پھرتے اسٹاف کو آواز دی تھی۔

جب مسیحا کریم کے کھلے ہوئے گیٹ سے اس نے ایک اور گاڑی کو اندر داخل ہوتے دیکھا تھا۔

ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ ایک جھٹکے کے ساتھ وا ہوا اور ڈاکٹر لاکھو دوڑتے ہوئے آیت سومرو کی گاڑی کے قریب پہنچے تھے۔

اس اثناء میں وارڈ بوائے اس زخمی خاتون کے بے ہوش وجود کو احتیاط کے ساتھ کار سے نکالنے کے بعد اسٹریچر پر لٹا چکے تھے۔

"مام ایم سوری......!"

آیت کو ایک دم سے پیچھے ہٹ جانا پڑا تھا۔ کیونکہ جونہی پیشنٹ کو اسٹریچر پر ڈالا گیا تھا۔ ڈاکٹر لاکھو اس زخمی وجود پر جھول گئے۔

"مجھے آپ کے ساتھ جانا چاہیے تھا۔" ماں کی پیشانی چومتے ہوئے انہوں نے بھیگے لہجے میں معذرت کی تھی۔

تب وہاں کھڑے تمام اسٹاف کے ساتھ کن انکھیوں سے آیت نے بھی دیکھا تھا کہ دو چمکتے آنسو بے حد خاموشی کے ساتھ ٹوٹے تھے۔ اور اس بے ہوش لیڈی کی بند آنکھوں پر آ گرے۔

"فارس بی بریو یار۔ سنبھالو خود کو۔" ڈاکٹر وقار جو آج سنڈے ہونے کی وجہ سے آن ڈیوٹی تھے۔

رک کر ڈاکٹر لاکھو کو تسلی دیتے وہ اسٹریچر کو اندر ایمرجنسی میں لے جانے کا اشارہ کر کے آگے بڑھ گئے تھے۔

شکستہ چال چلتے ڈاکٹر لاکھو کا رخ بھی ہاسپٹل کے اندرونی حصے کی جانب ہی تھا۔

"یہ زخمی خاتون ڈاکٹر فارس لاکھو کی مدر ہیں......اسٹرینج!" آیت اپنی جگہ پر حیران کھڑی تھی۔

اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ ایسی سچویشن میں وہ ہاسپٹل میں مزید ٹھہرے کہ گھر واپس چلی جائے۔

اور ابھی وہ وہیں کھڑی یہ سوچ ہی رہی تھی جب اس کی سیل پر اچانک مام کی کال آنے لگی۔

"کہاں ہو تم آیت......؟" کچھ خیال ہے تمہیں گھر میں گیسٹ آئے ہوئے ہیں۔"

"سوری مام...... میں بس ابھی آتی ہوں......"

آیہ سومرہ کی کال نے اسے یاد دلا دیا تھا کہ آج ریحانہ آنٹی کی کزن نے سومرو ہاؤس میں آنا تھا۔ لب کچلتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

آیت کا رخ ہاسپٹل کے ایمرجنسی وارڈ کی طرف تھا۔ وہ صورت حال کا جائزہ لینے کے بعد گھر جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

☆☆☆

"ریلیکس یار تم اندر آجاؤ...... آنٹی کو ٹریٹمنٹ دیا جا رہا ہے...... چوٹ البتہ گہری ہے مگر شکر کا مقام ہے انہیں وقت پر ہاسپٹل پہنچا دیا گیا۔"

"نہیں وقار! میں اندر نہیں آسکتا...... میں مام کو زخمی حالت میں نہیں دیکھ سکتا...... میں تو کیا دنیا کا کوئی بھی بیٹا اپنے ماں کے وجود کے زخموں کی تاب نہیں لاسکتا۔" سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ یہ الفاظ کرب کی کیفیت سے گزرتے ہوئے ایمرجنسی کے باہر کھڑے ڈاکٹر لاکھو نے بمشکل ادا کیے تھے۔

اس وقت ڈاکٹر عریشہ کی سنگت میں کریم لاکھو وہاں پہنچے تھے۔

"پاپا...... آپ نے دیکھا ماما......" باپ کو سامنے پا کر ان کا ضبط بکھر چکا تھا۔

اور وہ کریم لاکھو کے سینے سے جا لگے۔ اپنا سر جھکائے آیت بوجھل دل کے ساتھ مسیحا کریم کی حدود سے نکل آئی تھی۔

☆☆☆

سومرو ہاؤس کے پورش وے پر ایک اجنبی ماڈل کی کار کو کھڑا دیکھ کر وہ سمجھ چکی تھی کہ مہمان گھر پر آچکے ہیں۔ کچھ دیر قبل جن حالات سے وہ گزر چکی تھی۔ اس کی داستان آیت کے چہرے پر رقم تھی۔ ظاہر ہے اس کی صورت اتری ہوئی تھی۔ بالوں کی بکھری لٹوں کو کانوں کے پیچھے اڑستے ہوئے وہ کار سے باہر آئی۔

اس کے قدموں کا رخ سومرو ہاؤس کے مشترکہ لاؤنج کی طرف تھا لاؤنج کے اندر قدم رکھنے سے قبل وہ اپنے چہرے کے تاثر کو کمپوز کر چکی تھی۔

"لیجیے نازیہ...... آگئی میری دوسری بیٹی......"

اس پر نگاہ پڑتے ہی ریحانہ آنٹی چہکی تھیں۔

مہمان خاتون کی نظریں اپنی طرف اٹھتے کا نوٹس لینے کے بجائے وہ ناسمجھی سے مام کو دیکھنے لگی۔

جن کی ملامت کرتی نظر آیت کے جوتے کے ٹوٹے ہوئے اسٹریپ پر مرکوز تھی۔

"اوپس! یہ کیسے ہوا......؟" مام کی نگاہوں کے تعاقب میں اپنے دونوں پیروں کی سمت دیکھا تو وہ شرمندہ سی ہوگئی۔

"اچھا تو یہ آیت ہے......" ریحانہ آنٹی کے تعارف کرانے پر مہمان خاتون فوراً اس کی جانب متوجہ ہوئی تھیں۔

"روحی سچ کہوں تو مجھے لاریب زیادہ پیاری لگی ہے۔"

"یس ماما شی از ویری کیوٹ۔" نازیہ آنٹی کے ساتھ آئی ان کی بیٹی نے بھی اپنے پاس بنی سنوری بیٹھی لاریب کی تعریف کی تھی۔

آیت کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ایسا تو ہمیشہ ہوتا آیا تھا۔ جہاں لاریب ہوتی وہاں آیت ثانوی حیثیت اختیار کر جاتی۔ غیر تو کیا سومرو ہاؤس کے تمام افراد ہی لاریب کے دیوانے تھے۔

☆☆☆

"کیا ہوا منہ کیوں سوجا ہوا ہے تمہارا......؟"

"کچھ نہیں یار، ایکچوئلی زاردن کے اٹھنے کا ویٹ کر رہی تھی۔"

"وہ کیوں؟" اس نے ابرو اچکائی۔ وہ نک سک کے ساتھ تیار ہو کر ہاسپٹل کے لیے نکل رہی تھی۔

"میری گاڑی سروس پر گئی ہوئی ہے۔ اور رات کو زاردن صاحب سے ڈراپ کرنے کو منت کی تھی

میں نے۔"

"او......اچھا!"

"وہ اتنا فرماں بردار کب سے ہوگیا تمہارا کہ سویرے نیند سے اٹھ کرتم کو ڈراپ کرنے جائے گا۔

آؤ میں چھوڑ دیتی ہوں......

آج کیا یاد کروگی۔" شاہانہ انداز میں کہتی وہ اپنی ہیلز کی ٹک ٹک بجاتی پورچ وے پر کھڑی اپنی سوک کی طرف بڑھ گئی تھی۔

یہ دیکھے بغیر کہ اتنی سی توجہ پر ہی آیت کھل اٹھی تھی۔

وہ گنگناتی ہوئی اپنے عجیب وغریب حلیے سمیت اس کی کار کے فرنٹ سیٹ پر آبیٹھی۔

میں تیرا بوائے فرینڈ......

تو میری گرل فرینڈ

وہ کہندی اے ناں......ناں......!

مسکراتی نگاہیں ڈرائیونگ سیٹ پر اپنے برابر بیٹھی لاریب کی سمت اٹھی تھیں۔ آیت کی گنگناہٹیں پورا راستہ جاری رہی تھیں۔

"آج موڈ بہت ہی اچھا ہے تمہارا......"

مسیحا کریم کے گیٹ پر اپنی گاڑی کو بریک لگاتے لاریب پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔

"ہاں بہت...... تم نے آج لفٹ جو کروادی......" گہری مسکراہٹ کے ساتھ آیت نے اپنے دل کی بات کہہ دی۔

"ریئلی......؟" وہ اس کے انداز پر کھلکھلائی تھی۔

اور ٹھیک اس وقت پیچھے سے آنے والی کار کے تیز ہارن نے ان دونوں کو اپنی جانب متوجہ کرلیا تھا۔ کیونکہ لاریب کی سوک گیٹ کے آگے کچھ اس طرح سے کھڑی تھی کہ اندر جانے کا راستہ بند تھا۔

"ریلیکس......" ایک مرتبہ پھر ہارن کی آواز سماعت سے ٹکرائی تو اس نے گردن گھما کر اپنے پیچھے کھڑی گاڑی کی سمت دیکھا۔

اور وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ حرکت اس کو بے حد مہنگی پڑنے والی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص پر نگاہ پڑتے ہی خوب صورت آنکھوں کی پتلیاں ساکت رہ گئی تھیں۔

آیت کو اس کے ہاسپٹل ڈراپ کرنے کی ہامی بھرتے وقت یہ آخری بات اس کے وہم وگماں میں بھی نہیں تھی کہ مسیحا کریم میں اس کا سامنا آج فارس لاکھو کے ساتھ ہوسکتا ہے۔

آیت مراد اس ہاسپٹل میں کام کرتی تھی جس ہاسپٹل میں وہ دشمن جاں ہوتا تھا۔

لاریب کا دماغ چکرا رہا تھا۔

کہاں جاؤ گے مجھے چھوڑ کر، میں پوچھ پوچھ کر تھک گیا

وہ جواب مجھے کیا دیتا، وہ تو خود سراپا سوال تھا

وہ صدیوں کے بعد ملا مجھے، میرے لب پر کوئی گلہ نہ تھا

میری چپ نے اسے رلا دیا، جسے گفتگو میں کمال تھا

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اس سنگ مرمر کی مورت نے اپنی آنکھوں کو نم ہوتے محسوس کیا تھا۔

☆☆☆

"آیت! یہ تم ہو کیا......؟" سعدیہ آنٹی کی نظر اچانک دیوار پر بجی اسکرین کی جانب اٹھی تھی۔

جہاں کچھ دیر قبل اس بک شاپ پر رونما ہونے والے حادثے کے فوٹیجز کسی نجی چینل پر دکھائے جارہے تھے۔

"کراچی کی بریو گرل (بہادر لڑکی) نے نا صرف ہاتھ میں تھاما ناول مار کر ڈاکو کے ہاتھوں سے پسٹل گرادیا بلکہ ان دونوں کو شاپ سے بھاگنے پر مجبور کردیا۔ بتایا جارہا ہے کہ کراچی شہر سے تعلق رکھنے والی یہ بریو گرل پیشے کے لحاظ سے ڈاکٹر ہیں اور ان کا نام گرامی آیت مراد سومرو ہے۔"

جوں ہی ریموٹ اٹھا کر ریحانہ آنٹی نے اسکرین پر سے میوٹ کا کراس ہٹایا۔

پاس بیٹھی آیت کا دل ڈوب کر رہ گیا۔ جی چاہا فوراً وہاں سے غائب ہوجائے۔

کیونکہ لاونج میں بیٹھی تمام خواتین کی حیرت بھری نظریں وہ خود پر جمی محسوس کررہی تھی۔

لاریب کی گم سم نگاہیں اسکرین پر جمی تھیں۔
جہاں اب شہر کے نامور بزنس ٹائیکون کریم لاکھو کی مسز کے زخمی ہونے کی اطلاع دی جارہی تھی۔
مسیحا کریم کے اونر مسٹر کریم لاکھو کی مسز جاناں لاکھو کی جان بھی اسی بریو گرل نے بچائی۔ زخمی خاتون کو سیلز مین کی مدد سے اپنی کار میں ڈالا اور تیز رفتاری سے گاڑی ہاسپٹل پہنچ گئی۔
بتایا جارہا ہے کہ پیشنٹ کو وقت پر اسپتال پہنچانے کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں ہوا مسز جاناں کریم کی حالت اب خطرے سے باہر بتائی جارہی ہے۔"
نیوز کاسٹر کی آواز ہنوز لاؤنج میں گونج رہی تھی۔ اور وہاں بیٹھی لاریب کے دماغ میں سیٹیاں بج رہی تھیں۔
"فارس لاکھو کی مدر کی جان آیت نے بچائی ہے۔"
اسکرین سے ہٹ کر لاریب سومرو کی شعلہ بار نظریں سر جھکائے بیٹھی آیت مراد پر آٹھہری تھیں۔
☆☆☆
"یہ ...... یہ بندہ کون ہے......؟" اس نے گاڑی سے اترتی آیت کو روک کر پوچھ ہی لیا۔ حالانکہ وہ بہت ہی اچھی طرح سے جانتی تھی کہ وہ کون تھا۔
"یہ سر فارس ہیں مسیحا کریم کے اونر کے اکلوتے بیٹے۔ انہوں نے حال ہی میں ہاسپٹل کو جوائن کیا ہے۔ بٹ تم کیوں پوچھ رہی ہو......؟" آیت نے تعجب سے اس کے سنجیدہ چہرے کی سمت دیکھا۔
"کچھ نہیں ...... جاؤ تم ......" لاریب کو اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی تھی۔
"تم کیا لاریب لیاقت نیشنل میں جھک مارتی پھر رہی ہو...... اصل مزے تو آیت مراد کے ہیں روز دشمنوں کے دیدار ہوتے ہوں گے۔"
یہ پہلی سوچ تھی جو اس کے دماغ سے آگ کی چنگاری بن کر چمٹی تھی۔
ایکسی لیٹر پر اس کے پیر کا دباؤ خطرناک حد تک بڑھ چکا تھا۔ بے حد ریش ڈرائیو کر کے وہ گھر واپس آگئی تھی۔
"کیا ہوا لاری تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔ تم واپس کیوں آگئیں۔" مما اس کی سرخ پڑتی آنکھیں دیکھ کر متفکر سی قریب چلی آئیں۔
"ہوں سر میں درد ہے میرے۔ میں آرام کروں گی۔ سو مما مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔" روکھے سے لہجے میں جواب دیتی وہ اپنے بیڈ روم میں آگئی۔
حسب عادت کمرے میں قدم رکھنے کے ساتھ ہی اس نے میوزک سسٹم آن کر دیا۔ پھر اپنے دونوں پاؤں سینڈل کی قید سے آزاد کرنے کے بعد بستر پر آلیٹی تھی۔

ہاں اچھی پردہ داری ہے......
یہ اچھی راز داری ہے......
جو آئے تیری بزم میں ......
دیوانہ ہو جائے......

عابدہ پروین کی آواز سے کمرے میں چھائی خاموشی گنگنا اٹھی تھی۔

تو نے دیوانہ بنایا تو، میں دیوانہ بنا......
اب مجھے ہوش کی دنیا میں تماشانہ بنا......

سو فارس یو آر ان کراچی (تو فارس تم کراچی میں ہو)
جام شورو کی مستانی ہواؤں میں اگنور کرنے والوں کو کراچی کی مہکتی ہوئی فضاؤں میں دیکھ کر اچھا لگا مجھے۔"
"ہوپ سو اتم مجھے بھول تو نہیں پائے ہو گے بی کاز، آئی ڈونٹ فارگیٹ یو۔" لاریب نے سلکی بالوں میں انگلیاں پھیرتے آنکھیں موند لیں۔

یوسف مصر تمنا، تیرے جلوؤں کے نثار
میری بیداریوں کو خواب زلیخانہ بنا......

بند آنکھوں کے پیچھے بھی اس مغرور شخص کا چہرہ سمایا ہوا تھا۔ لاریب سچ کہہ رہی تھی وہ اسے کبھی بھی بھول نہ پائی تھی۔

تیری صورت سے نہیں ملتی، کسی کی صورت

ہم جہاں میں تیری تصویر لیے پھرتے ہیں
ذوق بربادی دل کو بھی نہ کر تو برباد!
دل کی اجڑی ہوئی بگڑی ہوئی دنیا نہ بنا......

وہ فارس کریم کو بھلا نہیں سکتی تھی کیونکہ وہ شخص لاریب اسد کی پہلی محبت تھا۔

تو نے دیوانہ بنایا تو میں دیوانہ بنا
اب مجھے ہوش کی دنیا میں تماشا نہ بنا

اور اسے ٹھکرانے ونظر انداز کرنے والا پہلا وآخری مرد بھی وہی تھا۔ ورنہ اس کو رد کرنے کی جرأت تو آج تک کسی کو نہیں ہوئی تھی۔ چاہے وہ زارون عباد ہی کیوں نہ ہو۔

جسے فارس کی وجہ سے ایک عرصے تک وہ خود رد کرتی آئی تھی۔

عابدہ پروین کی دلکش دہائی لاریب سومرو کو اپنے لب کچلنے پر مجبور کر گئی۔

☆☆☆

زندگی مسلی ہوئی ایک تصویر ہے
اور منظر بھی بہت اجڑا ہوا ؟

یہ شعر ایک اسٹریٹ چائلڈ جو۔ صبح سویرے کوڑے کے ڈھیر سے اپنے حصے کا رزق تلاش کرنے میں مگن تھا۔ کی تصویر کے ساتھ چھ منٹ قبل ہی ”الف“ میں پوسٹ کیا گیا تھا۔

وہ جو نائٹ ڈیوٹی بھگتانے کے بعد ڈرائیونگ کرنے کے دوران ایف بی پر لاگ آن ہوئی تھی۔

تنہا چاند کی تازہ پوسٹ دیکھ کر بے ساختہ اپنے لب بھینچ گئی۔

”آج تو تمہاری وہ کلاس لوں گی۔ مسٹر کہ تنہا چاند کے بجائے اپنا نام بدل کر ننھا چاند رکھ دو گے۔“

وہ عہد کرتی میدان میں کودی تھی۔

اور دوسرے ہی پل پوسٹ پر اپنے تنقیدی کامینٹس لکھ ڈالے۔

لاکھوں میں بک گئی وہ تصویر......!
جس میں بچہ تھا روٹی کے لیے بلکتا ہوا
بے سبب تھیں آپ کی بے چینیاں......
بے سبب ہی آپ کا چرچا ہوا......

مجھے تاسف ہے آپ جیسے لوگوں کی فطرت پر ......جو محض خود کو حساس دل ہیرو ظاہر کرنے کی خاطر دوسرے کے دکھوں کی نمائش کرنے سے نہیں چوکتے......“ چانڈو کی مراد نے اپنی بھڑاس نکالی تھی۔

اور وہ نہیں جانتی تھی کہ آج جاگنگ کے دوران اپنے رہائشی ایریا سے کچھ دور نکل آنے پر تنہا چاند نے یہ تصویر کس قدر بوجھل دل کے ساتھ لی تھی۔

”واٹ ڈو یو مین مس چانڈو کی......کیا مطلب ہے آپ کی بات کا......؟“ وہ جو اپنے محل نما گھر کے گیٹ سے اندر داخل ہو رہا تھا۔

اپنی اس درجہ درد ناک پوسٹ پر ایسے دل جلانے والی کامینٹس پڑھتے ہوئے وہ چہرے پر شکنوں کا جال بننے سے نہ روک پایا۔

”مطلب یہ کہ بجائے اس معصوم فرشتے کو دو وقت کا کھانا مہیا کرنے کے آپ اگر اس کی تصویر کو ایف بی پر اپ لوڈ کریں گے تو وہ معصوم کوئی لکھ پتی نہیں بن جائے گا۔ سو سمپل غم کی تشہیر کرنے کے بجائے ہم سب کو مل کر ان مسائل سے نجات کا حل ڈھونڈنا چاہیے۔“

آیت اپنا دل ٹھنڈا کرنے کے بعد آرام سے لاگ آؤٹ ہو گئی تھی۔

جبکہ اپنے گھر کے وسیع پورچ وے کو کراس کرتے تنہا چاند کے دونوں کانوں کی لویں سرخ پڑ چکی تھیں۔

وہ تو جوتے کو رومال میں لپیٹ کر اس کی جانب اچھال گئی تھی۔

وائٹ جاگنگ سوٹ میں ملبوس وہ وجیہہ شخص اپنے لب کاٹ کر رہ گیا تھا کہ جو بھی تھا کہہ تو سچ ہی گئی تھی وہ۔

واقعی انسانیت کا تقاضا تو یہ ہی ہونا چاہیے تھا کہ اس بھوکے بچے کو کچرے کے ڈھیر پر سے اٹھا کر اس کے لیے ناشتے کا بندوبست کر دیا جاتا۔ تا کہ اس کی بھوک کی تشہیر کرنے کی خاطر اس کی تصویر کو سوشل

ہیبٹ کیا پر ڈال دیا جاتا۔
"آئی ایم رانگ..... وہیں کھڑے کھڑے اس نے اپنے غلط رویے پر ندامت محسوس کی تھی۔
اور جب غلطی اپنی ہو تو اسے سدھارنا بھی ہم ہی کو ہوتا ہے۔ وہ بھی اپنی غلطی کو سدھارنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

☆☆☆

"بریو گرل! یہ میں کیا سن رہی ہوں....." ڈنر کے بعد وہ اپنے کمرے میں آئی تھی جب حنا کی کال واٹس ایپ پر آگئی۔
"کیا سن رہی ہو.....؟" آیت نے انجان بن کر پوچھ لیا۔
"تم نے ڈاکوؤں کو بھگایا مائی سویٹ ہارٹ..... یعنی؟"
"رہنے دو نہ..... میں نے کوئی کارنامہ نہیں کیا بلکہ وہ..... دونوں تھے ہی بزدل..... ویل تم سناؤ کل نائٹ ڈیوٹی ہے ناں تمہاری.....؟" اس نے سلیقے کے ساتھ موضوع بدلا۔
"ہاں ڈیوٹی تمہارے ساتھ ہی ہے نائٹ میں..... بٹ کل صبح ہاسپٹل چکر لگانا لازمی ہے کیونکہ سر کی مدر کی عیادت کرنے جانا ہے۔ تم ساتھ چلو گی.....؟"
"دیکھو..... میں شاید رات میں ڈیوٹی پر ہاسپٹل جاسکوں..... کیونکہ آج جو خریداری وغیرہ کرنی تھی وہ درمیان میں رہ گئی..... اور اس کام کو نبٹانے کا ارادہ ہے کل میرا۔"
"فائن یار! پھر میں تمہارے ساتھ ہی جاؤں گی پھول تم یاد سے لیتی آنا..... ویسے سر تو بہت پریشان ہوں گے اپنی مام کی وجہ سے.....؟ حنا کو اچانک ڈاکٹر فارس کا خیال آیا تھا۔
"پریشان؟ وہ رو پڑے تھے یار....." اس کے لہجے میں سنجیدگی جھلکی۔
"اف ہارے گئے....." دوسری جانب سے حنا نے لمبی آہ کھینچی تھی۔

"کیوں..... کیا ہوا.....؟" وہ حیران ہوئی۔
"یار کاش میں بھی اس وقت وہاں ہوتی..... اور دیکھتی کہ ایسا ہینڈسم بندہ روتے ہوئے کیسا لگتا ہے.....؟"
"حنا کی بچی..... لعنت ہو تمہاری سوچ پر....."
آیت نے اس کو لتاڑتے ہوئے کال ڈسکنیکٹ کی تھی۔ زارون عباد کے نمبر سے کیا جانے والا ٹیکسٹ اس کی اسکرین پر چمکا تھا۔ اپنے لب بھینچتی وہ انگوٹھے کی نوک سے ٹیکسٹ کو دیکھ چکی تھی۔
"ہائے پٹو گرل..... اٹس آ بریکنگ نیوز.....؟"
تم نے تو نریندر مودی کی ہنسا کے سر پر پھٹنا تھا۔ یہ ہمارے ملک کے معصوم ڈاکو کہاں ٹکرا گئے تم سے۔" اس دن کی لڑائی کے بعد یہ زارون کا اس کے نمبر پر پہلا واٹس ایپ ٹیکسٹ تھا۔
آنکھوں کی نمی کو پیچھے کی سمت دھکیلتے ہوئے اس نے ریپلائی دینے کے بجائے اپنا سیل آف کر دیا تھا۔

☆☆☆

ہاسٹل جونہ یاد ون..... (ہاسٹل کی یادیں)
کیمپس جاڈ بھوا..... (کیمپس کے وہ دن)
وساری چدیا تون..... (بھلا دیے تم نے)
مونکی یاد آھین..... (مجھے یاد ہیں.....)
سمسٹر پورائی موعلائی (سمسٹر ہوئے مکمل، الوداع)
ہذ ہویم، اکین م ھو پاتی (لہرائے ہاتھ ہوا میں آنکھوں میں پانی تھا)
ہاسٹل جون یاد ون (ہاسٹل کی یادیں.....)
آج نواب شاہ میڈیکل کالج میں ان کا آخری دن تھا۔ اپنے جونیئرز کی طرف سے ملنے والی فیئر ویل پارٹی کو اٹینڈ کرنے کے لیے وہ سب آج آخری بار یونی میں جمع ہوئے تھے۔
براؤن کلر کے ٹو پیس میں وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوب صورت لگ رہا تھا۔ ہر نگاہ ستائشی انداز میں اس پر جمی تھی۔ وہ بھی گاہے بگاہے اس کی صورت کو

پیاسی نگاہوں کے رستے اپنے دل میں اتارنے کی سعی میں مگن تھی۔

"مس اسد ٹوڈے یو آر لکنگ ویری پریٹی ......"
وقار جونیجو مسکراتا بے حد اچانک اس کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"تھینکس!" وہ مصلحتاً مسکرائی تھی۔

"دراصل آج یونی میں آخری دن تھا۔ تو میں نے سوچا تمام کلاس فیلوز سے ان کے سیل نمبرز لے لوں.. پھر جانے ملاقات ہو نہ ہو......" وقار اپنا مدعا بیان کرتے ہنسا۔

"اوکے! میں اپنا نمبر آپ کو دے دیتی ہوں...... بدلے میں اپنے دوست کا سیل نمبر آپ مجھے دے دیں گے؟" وہ دل کی خواہش کو بے ساختہ زبان پر لے آئی تھی۔

"اوپس!" وہ اس کی بات سن کر کان کی لو کھجانے لگا۔

"کیا ہوا......؟ ڈر گئے......" وہ ہنسی تھی۔

"نہیں......" وقار نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں ڈرتا نہیں اس سے بلکہ آپ کی بات نے حیران کیا مجھے۔ آپ اب بھی اس میں انٹرسٹڈ ہیں؟" وقار نے صاف گوئی کا مظاہرہ کرتے اس سے استفسار کیا تھا۔

وہ تلخی سے اپنے ہونٹ کچل گئی۔

"اب بھی سے کیا مراد ہے آپ کی......؟"

"یہی کہ وہ ریجیکٹ تو کر چکا ہے آپ کو......"
بھری محفل میں وقار نے گویا طمانچہ اس کے منہ پر دے مارا تھا۔

یہ الگ بات تھی کہ لاریب سومرو کے علاوہ اس کی آواز کسی اور کو اپنی جانب متوجہ نہ کر پائی تھی۔

کیونکہ سب اپنی اپنی باتوں میں مگن تھے۔

"آپ کے دوست کو کیا کمی نظر آتی ہے مجھ میں؟" وہ نہیں جانتی تھی کہ کیوں وہ اس وقت اس درجہ خود ترسی کا شکار ہو گئی تھی جو یہ سوال اس کے لبوں پر آ کر ٹھہر گیا تھا۔

شاید یہ کم عمری کی محبت کے بخار کا اثر تھا۔ جو وہ نسوانی وقار کو بھلا بیٹھی تھی۔

"یہ تو میں نہیں جانتا پر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ...... آپ یقیناً اس کی آئیڈیل لڑکی سے میچ نہیں کھاتی ہوں گی...... جب ہی وہ کنی کترا رہا ہے۔"

"آئیڈیل لڑکی؟" وقار کے اس آخری انکشاف پر وہ حیران ہی تو رہ گئی تو کیا وہ شخص آئیڈیل پرست تھا۔

اس کو اس بات پر یقین کرنے میں کئی ساعتیں درکار تھیں۔ وقار جونیجو چپکے سے وہاں سے کھسک لیا۔

جبکہ لاریب اسد کی گم صم آنکھیں اسٹیج کی سیڑھیوں کی طرف جاتے اس مغرور شخص کی مضبوط پشت پر جمی رہ گئی تھیں۔

آنکھوں میں بسا لیتے ہیں، روٹھے ہوئے منظر
جاتے ہوئے لوگوں کو پکارا نہیں کرتے......

☆☆☆

آج تم ہاسپٹل نہیں جا رہیں؟" ناشتے کی ٹیبل پر اسے عام سے حلیے میں بیٹھا پا کر اسد صاحب نے اک پیار بھری نگاہ بیٹی پر ڈالی۔

"یس ڈیڈ...... اکچوئیلی میں نے ہاسپٹل سے ریزائن دے دیا ہے۔" بلیک ٹراؤزر پر ریڈ ٹاپ پہنے اس لڑکی نے میز کے گرد بیٹھے تمام افراد کو اپنی جانب دیکھنے پر مجبور کر دیا تھا۔

اس وقت سومرو ہاؤس کے تمام افراد ہی ناشتے کی میز پر موجود تھے۔

"یہ میں کیا سن رہا ہوں...... ہماری بیٹی نے لیاقت نیشنل سے ریزائن کر دیا......" اسد سومرو کے بجائے اس بار عباد صاحب اس سے مخاطب تھے۔

انہیں حیرت ہی اتنی ہوئی تھی اس کے ریزائن دینے کا سن کر...... کیونکہ بڑے پاپا کو اچھی طرح یاد تھا کہ یہ جاب اس کی ضد تھی اور اس ضد کو پورا کرنے کی خاطر عباد سومرو کو اپنے ایک ڈاکٹر دوست کا احسان بھی اٹھانا پڑا تھا۔ اور انہوں نے لیاقت نیشنل میں لاریب کے لیے سفارشی جاب کا بندوبست کر ڈالا

تھا۔ مگر آج وہ کہہ رہی تھی کہ جاب سے ریزائن کردیا ہے۔

"ویری سوری بڑے بابا دراصل میں وہاں کی گھی بندھی روٹین سے بور ہوگئی تھی..... بٹ یو ڈونٹ وری اس مرتبہ آپ کو میرے لیے کسی کو سفارش نہیں کرنے پڑے گی کیونکہ مسیحا کریم میں نیو میلو ڈاکٹر کے لیے اچھی خاصی ویکنسی موجود ہے..... سو میں نے جاب کے لیے وہیں اپلائے کردیا ہے۔"

اپنے لیے ٹوسٹ پر چکن اسپریڈ لگاتی آیت لاریب کی اطلاع پر اس کا چہرہ دیکھ کر رہ گئی تھی۔ اس کے تو فرشتوں کو بھی علم نہ تھا کہ لاریب مسیحا کریم میں جاب کرنے کا ارادہ رکھتی۔

"لاریب! یہ کیا کررہی ہو تم.....؟ مسیحا کریم میں جاب یعنی اس بیڈ گرل کے عتاب کو ہمیشہ کے لیے اپنے سر لے لینا..... اس کی غلطیوں پر سینئرز کی طرف سے پڑنے والی ڈانٹ تمہیں کھانی پڑے گی۔ اور تمہارے حصے کا لنچ آئٹم یہ کھا جائے گی....."

ابھی ابھی وہاں آکر بیٹھے زارون کے لہجے میں لاریب کے لیے فکرمندی چھلک پڑرہی تھی۔

"ہاہاہاہا!"

جبکہ اس کے اس آخری شگوفے پر سب ہی ایک ساتھ ہنس دیے تھے سوائے آیت کے۔

اس نے اپنا سر جھکالیا تھا مسکراہٹ چھپانے کے لیے نہیں بلکہ اپنی آنکھوں کی نمی چھپانے کی خاطر کہ جانے کیا بات تھی لاریب اور زارون دونوں سے اس کو محبت تھی۔ مگر جب لاریب اسے کوئی تکلیف پہنچاتی تو مارے بے بسی کے آیت محض مسکرادیا کرتی۔

پر جب زارون عباد اس کی جانب طنز کا پتھرا اچھالتا تو سنہری آنکھیں نمی سمیت لاتیں اور ایسا کیوں کر ہوتا تھا وہ اس کی وجہ آج تک جان نہ پائی تھی۔

رات کے زہر سے، رسیلے ہیں
صبح کے ہونٹ کتنے پیلے ہیں
دست خوشبو کرے مسیحائی
ناخن گل نے زخم چھیلے ہیں

☆☆☆

تیری بے رخی سے جانا بندھا تھا عہد بودا.....
تو کبھی نہ توڑ سکتا اگر استوار ہوتا

"کوئٹہ گلیڈی ایٹرز کے ہاتھوں فائنل میں پشاور زلمی کو افسوسناک شکست کا سامنا، پشاور زلمی کی فتح کی خوشبو کو کراچی کے فضاؤں میں محسوس کرنے والوں کے ساتھ مجھے ہمدردی ہے۔"

مسکراہٹ والے ایموجی کے ساتھ تہا چاند کی اس پوسٹ کو دیکھ کر اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ آج اس شخص کا حشر نشر کردیتی۔

وہ اچھی طرح جان گئی تھی کہ یہ چوٹ اس پر کی گئی تھی۔ کیونکہ میچ شروع ہونے سے فقط دو منٹ قبل ہی ساڑھے آٹھ بجے کے قریب چانڈو کی نے الف میں ڈیرن کی پکچر کے ساتھ۔

"پشاور زلمی کی فتح کی خوشبو کو میں آج کراچی کی فضاؤں میں اڑان بھرتے محسوس کررہی ہوں..... لو یو سیمی۔" کا اسٹیٹس پوسٹ کیا تھا۔

"مسٹر! جیت تو کوئٹہ گلیڈی ایٹرز کی ہوئی ہے۔ پھر آپ کیوں بندر کی طرح اچھل رہے ہیں.....؟"

ہر لحاظ کو بالائے طاق رکھتی وہ آج پوری طرح میدان میں اتری تھی۔

"اجی کمال کرتی ہیں آپ..... اچھل تو آج کراچی نیشنل اسٹیڈیم میں پشاور زلمی کے پلیئر کررہے تھے۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ کوئٹہ گلیڈی ایٹرز کے کھلاڑیوں نے کیچ آؤٹ کرکے ان کی واٹ لگا رکھی تھی۔

اور وہ آپ کے موصوف ڈیرن محض 18 رنز بنا کر ہی ڈھیر ہوگئے سو سیڈ لگتا ہے آپ کے لو یو کا الٹا اثر ہوگیا تھا آج ان پر.....؟" باقاعدہ دانت نکالنے والے آئی کون کے ساتھ تہا چاند نے ریپلائی دیا تو وہ اپنے ناخن چبانے پر مجبور ہوگئی۔

"ڈیرن کھیلے یا نہ کھیلے، وہ جیتے یا ہارے وہ..... پھر بھی ہمارے دلوں میں، ہے اور رہے گا۔ وی آر

آلویز لو ہم.....'' سوان کے رزنہ بنانے کے غم میں آپ اپنا وزن نہ ہی گھٹائیں تو بہتر ہوگا۔ وہ لکھے بنا نہ رہ سکی تھی۔

اپنے کیبن کے ریوالنگ چیئر پر آرام دہ حالت میں نیم دراز وہ اس کے تیکھے کامینٹس کو پڑھتے ہوئے مسکراہٹ کو اپنے لبوں پر آنے سے نہ روک پایا تھا۔

گروپ کے باقی ممبرز بھی اس کی پوسٹ پر اپنے اپنے کمنٹس اپ ڈیٹ کرنے میں مصروف تھے مگر تنہا چاند کی مسکراتی نگاہیں صرف چانڈو کے آخری پر جمی تھیں جس میں اس نے تنہا چاند کو اپنا وزن نہ گھٹانے کا مشورہ دیا تھا۔

☆☆☆

لاریب نے بڑے پاپا سے ٹھیک ہی کہا تھا۔ واقعی مسیحا کریم میں فی میل ڈاکٹرز کے لیے ویکنسی موجود تھی۔ سو لاریب کو بے حد آسانی سے وہاں جاب مل گئی تھی اس کا جوائننگ لیٹر آ گیا تھا۔

اور کل سے اس کو مسیحا کریم کو جوائن کرنا تھا۔

دوسری طرف آیت کو لاریب کی وہاں آمد سے کوئی پرابلم نہیں تھی وہ کون سا پہلے اس ہاسپٹل میں بے حد مقبول تھی۔ جو لاریب کے وہاں پر آجانے سے اس کی شہرت میں کمی ہو جاتی۔ سو رادی چین ہی چین لکھتا تھا۔ پر وہ نہیں جانتی تھی کہ چین ہی تھا جو لاریب کی دسترس میں نہیں تھا۔ ہاسپٹل جانے سے ایک روز قبل اس نے باقاعدہ پارلر جا کر اپنے چہرے کا فیشل ٹریٹمنٹ کروایا تھا۔ مینی کیور پیڈی کیور الگ سے کروایا۔ اس سے پہلے وہ پورا ہفتہ بھر اپنے لیے قیمتی ملبوسات' جوتوں کی خریداری کرتی رہی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ جانے مسیحا کریم جوائن کرنے سے قبل خود کو کیا سے کیا بنا لیتی۔

وہ بس اتنا چاہتی تھی کہ جب وہ اپنا پور پور چمکا کر اس کے سامنے جائے تو اسے دیکھ کر اس شخص کی آنکھیں چندھیا جائیں۔ مگر جب وہ اس شخص کے سامنے گئی تو سب کچھ اس کی خواہش کے برعکس ہو گیا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر چونکا تھا نہ ٹھٹکا تھا۔ بلکہ لاریب سومرو اس کو اپنے روبرو پا کر سانس لینا بھول گئی تھی۔

کیونکہ گزرے ان چند سالوں میں فارس کریم لاکھو کی پرسنالٹی مزید چارمنگ ہو چکی تھی۔

سیاہ پینٹ شرٹ میں ملبوس وہ بے حد گریس فل لگ رہا تھا۔

وہ بس اس کو دیکھتی رہ گئی تھی۔

''ڈاکٹر لاریب ویلکم ٹو مسیحا کریم......! آپ کو جوائننگ لیٹر واٹس ایپ کرتے ہوئے میں نے سوچا نہیں تھا کہ آپ وہی لاریب سومرو نکل آئیں گی...... جو کبھی نواب شاہ میڈیکل کالج میں ہماری کلاس فیلو رہ چکی ہیں۔'' اس کو وہاں دیکھ کر وقار جونیجو نے خوش دلی کا اظہار کیا تھا۔

اور بعد میں اسی پرانے تعلق کے حوالے کو اس نے ڈاکٹر فارس لاکھو کے ساتھ متعارف کرواتے ہوئے بھی دہرا ڈالا تھا۔

☆☆☆

فارس کریم کی مدر کی طبیعت خراب تھی اور وہ مسیحا کریم میں ایڈمٹ تھیں لاریب کو آج ہاسپٹل جا کر سب سے پہلے ان کی عیادت کرنی تھی۔

سو یہ ہی وجہ تھی کہ وہ آج بہت دل لگا کر تیار ہوئی تھی۔ مگر ہاسپٹل پہنچ کر اس کا موڈ آف ہو گیا تھا کیونکہ اتنا دل لگا کر وہ جس شخص کے لیے اس قدر تیار ہو کر آئی تھی۔ وہ لاریب کے آنے سے محض ایک گھنٹہ پہلے ہی ہاسپٹل سے نکل کر اپنے گھر آرام کرنے کے لیے روانہ ہو چکا تھا۔

''سر تو جانا نہیں چاہتے تھے۔ لیکن بڑے سر نے زبردستی ان کو یہ کہہ کر بھیج دیا کہ کل شام سے آپ ہاسپٹل میں ہوں۔ تمام رات جاگتے بھی رہے ہیں کچھ دیر گھر جا کر آرام کر لیجیے۔ جب تک میں ادھر ہوں۔''

ہونہہ! اسے کہتے ہیں ارمانوں پر اوس پڑنا!! ڈاکٹر عریشہ کے منہ سے تمام تفصیل سن کر وہ اپنا سامنہ

لے کر رہ گئی تھی۔

☆☆☆

"فارس میٹ ٹی از ڈاکٹر لاریب اسد! تمہیں یاد ہوگا..... تو ابشاء میڈیکل کالج میں یہ ہماری کلاس فیلو رہ چکی ہیں۔"

"آں..... ہاں! شاید....." ڈاکٹر وقار کے تعارف کرانے پر اس نے اپنے ہاتھ میں تھامے سیل کی اسکرین پر سے نظریں ہٹائی تھیں اور جھکا سر اٹھا کر کچھ ہی فاصلے پر کھڑی ہستی کی جانب متوجہ ہوتے نارمل لہجے میں گویا ہوا۔

"گلیڈ ٹو میٹ یو ڈاکٹر..... ہوپ سو آپ کو مسیحا کریم کو جوائن کر کے اچھا لگے گا۔" پروفیشنل انداز میں اسے وش کرتا وہ اس کو حیران ہی کر گیا تھا۔ اس شخص کے لہجے میں کوئی تاثر نہ تھا۔ اور نہ ہی شہد رنگ آنکھوں میں اسے دیکھ کر شناسائی کی کوئی رمق جاگی تھی۔

لاریب اسد اس درجہ اجنبیت پر کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھی۔

☆☆☆

"کس قدر غائب دماغ ہو تم ڈاکٹر آیت..... ایک عدد پھولوں کا بوکے نہیں لا سکتی تھیں تم اپنے ساتھ.....؟" ہینڈ بیگ کے علاوہ حنا نے اسے اپنا لنچ باکس جھلاتے آتے دیکھ کر اپنا سر پیٹ لیا تھا۔

"بوکے کس خوشی میں.....؟" اس نے تعجب سے آنکھیں سیکڑیں۔

"سر کی مدر ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہیں..... ان کی عیادت کرنے کیا خالی ہاتھ جاؤ گی تم۔" حنا نے گویا اس کی عقل پر ماتم کرتے ہوئے یاد دلایا۔

"اف! سوری یار..... میں پھول لانا تو بھول گئی۔" اس بار اپنی کوتاہی کا خیال آتے اس کا اپنا چہرہ بھی لٹک گیا۔

"اب کیا کریں گے.....؟" حنا نے مسئلہ اٹھاتے اسے گھورا۔

"ریلیکس ڈیر! آج صبح سے ہی میم کے لیے بے شمار پھول آ رہے ہوں گے۔ ہم اپنے ساتھ فلاورز بوکے نہیں لائے۔ انہیں کون سا پتا چلے گا۔ اور میرا خیال ہے میم کے لیے تو ہمارا خلوص ہی کافی ہے۔" آیت کے لہجے میں سچائی تھی۔

وہ دونوں اس وقت مسیحا کریم کی پارکنگ میں کھڑی تھیں۔ اور اپنی اپنی گاڑیوں سے اترنے کے بعد پھول نہ لانے پر جو بحث میں الجھی تھیں تو اس بات پر بھی غور نہ کر سکیں کہ آیت سومرو کی گاڑی کے پیچھے گیٹ سے ایک اور کار بھی پارک ہوئی تھی

اس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان شخص نہ صرف ان کی باتیں سن چکا تھا۔ بلکہ اپنی گاڑی سے اترنے سے قبل ان کے مسئلے کا حل بھی ڈھونڈ نکالا تھا اس نے۔

اپنی طرف سے مسز جاناں کریم کے لیے خریدا گیا پھولوں کا بوکے دونوں ہاتھوں میں سنبھالے وہ بے حد اچانک ان دونوں کے سامنے جا کر رک چکے تھے۔

بلیک جینز پر کیمل کلر کی شرٹ پہنے تازہ شیو کی نیلاہٹیں لیے سر لاٹھو کو اپنے روبرو پا کر یک لخت ان دونوں کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔

☆☆☆

"کیسی چل رہی ہے تمہاری نئی جاب......؟"

اس کی سوک کے پیچھے زارون کی مرسڈیز سومرو ہاؤس کے پورچ پر آ رکی تھی۔ وہ اس وقت ہاسپٹل سے لوٹی تھی اور زارون اپنے آفس سے آ رہا تھا۔ زارون عباد جس کو بچپن میں پائلٹ بننے کا جنون تھا۔ مگر ایئر فورس جوائن کرنے کے لیے تمام ٹیسٹس پاس کرنے کے باوجود وہ میڈیکل ٹیسٹ میں فیل ہو گیا تھا اس کی آئی سائیٹ ویک تھی۔ سو اس نے اپنے جنون میں ناکام ہونے کے بعد پاپا کا بازو بننے کی ٹھانی تھی۔ اور اپنا خاندانی کاروبار سنبھال لیا۔

"ٹھیک ہی چل رہی ہے۔" وہ دونوں اپنی اپنی گاڑیوں سے اترنے کے بعد ساتھ چلنے لگے تھے۔

"ٹھیک ہی چل رہی ہے؟ خیریت اتنی بے زاری......؟" وہ اس کا ستا ہوا چہرہ دیکھ کر ٹھٹکا۔

"آج بہت تھک گئی زارون......" دفعتاً اپنے لہجے کو کمپوز کرتے ہوئے اس نے بدقت مسکرانے کی کوشش کی تھی۔

اب وہ اسے کیا بتاتی کہ مسیحا کریم کو جس سنگدل کی خاطر وہ جوائن کر بیٹھی تھی۔ ڈیڑھ ماہ کی جاب میں اس نے ایک بار بھول کر بھی لاریب سومرو کو اپنے قریب آنے کا موقع نہیں دیا تھا۔

یوں تو ہر جگہ کی طرح وہ مسیحا کریم میں بھی چھا چکی تھی۔ ہر اگلا بندہ آیت کو روک روک لاریب کی مثالیں پیش کرنے لگا تھا۔

"آپ کی کزن کتنی پیاری ہیں۔"

"شی از ویری گارجیس آپ بھی ان کی طرح خود کو مینٹین رکھا کریں ناں......"

ڈاکٹر عریشہ، ڈاکٹر اعظم، ڈاکٹر سعیہ اس کے فین ہو کر رہ گئے تھے۔ لیکن لاریب پھر بھی خوش نہیں تھی کیونکہ اس بار اس نے مسیحا کریم آیت مراد کو ہرانے کی خاطر جوائن نہیں کیا تھا۔ بلکہ اپنا دل آباد کرنے کے لیے وہ وہاں پر جاب کرنے آئی تھی جو کسی طور آباد ہوتا نظر نہیں آرہا تھا۔

اور آج تو اس ستم گر نے حد ہی کر ڈالی تھی۔

ہوا کچھ یوں کہ ڈاکٹر فارس کو اچانک ایمرجنسی میں ایک بہت ہی اہم آپریشن کرنا پڑ گیا تھا۔ اور ان کے اسسٹنٹ کے طور پر کام کرنے والی ڈاکٹر عریشہ اپنی شادی کی ڈیٹ فکس ہونے کے بعد لیو پر تھیں۔ سو سسٹر حرا کے توسط سے لاریب کو اسسٹنٹ کے فرائض انجام دینے کے لیے آج طلب کر لیا گیا تھا۔

☆☆☆

"او...... ہیلو سر...... کیسے ہیں آپ......؟"

اپنی رکی سانس بحال کرتے سب سے پہلے حنا کو ہی ان کو وش کرنے کا خیال آیا تھا۔ آخر کو وہ مسیحا کریم کے اونر تھے۔

"ہیلو ڈاکٹر...... فائن...... اینی پرابلم......؟"

باری باری ان دونوں کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیتے استفسار کیا گیا تھا۔

"نتھنگ سر! تھینک یو یہ" پھنسی پھنسی آواز بھی حنا کی حلق سے برآمد ہوئی تھی۔

"شیور! ڈاکٹر آئی گیس، اٹس یور پرابلم سولوشن؟ (میرا اندازہ ہے آپ کے مسئلے کا حل ہے یہ) سرخ وسفید گلابوں کا مہکتا بوکے سر نے بہت اچانک حنا کی سمت بڑھایا تھا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی صورت دیکھ کر رہ گئی تھیں۔ اس کا مطلب سر ان کی تمام باتیں سن چکے تھے۔

"سوری سر......" ڈھیٹ بن کر حنا نے ناسمجھی کا مظاہرہ کرنے میں عافیت جانی تھی۔

"کمال ہے آپ کو ان پھولوں کی ضرورت نہیں؟" وہ حیران ہوئے۔

"میرا خیال ہے میری مام کی عیادت کرنے آپ کو خالی ہاتھ نہیں جانا چاہیے......" بوکے اس کے ہاتھوں میں تھماتے ہوئے وہ پہلی بار مسکرائے تو حنا کی جان میں جان آئی۔

"سر! پھر تو پھولوں کی ضرورت ہم دونوں کو ہے...... آپ کا کیا خیال ہے میم کے پاس ڈاکٹر آیت کو خالی ہاتھ جانا چاہیے......؟" سر لاکھو کی شوخی کو بھانپ کر حنا نے پھنسنے کی کوشش کی تھی۔

جبکہ وائٹ جینز کی ٹائیٹس پر ریڈ لانگ شرٹ پہنی کچھ فاصلے پر کھڑی آیت کو اس کی یہ شوخی اک آنکھ نہیں بھائی تھی۔

"میں نہیں سمجھتا کہ انہیں پھول اپنے ساتھ لے جانے کی ضرورت ہے...... کیوں...... آئی سے رائٹ ڈاکٹر آیت......؟"

رک کر اس کی آنکھوں میں جھانک کر انہوں نے پوچھا تھا اور پھر ان کی اگلی بات نے آیت کے اوپر گھڑوں پانی پڑ گیا تھا۔

"کیونکہ بقول آپ کے...... آپ کا تو خلوص

ہی میری مام کے لیے کافی ہے۔'' سنہری آنکھوں میں جھانک کر کہتے وہ اسے آئیں بائیں شائیں کرنے پر مجبور ہی تو کر گئے تھے۔

اپنے بے صبرے قہقہے کا گلا گھونٹنے کی کوشش میں حنا تو سرخ پڑ چکی تھی جبکہ اپنی بات کہنے کے بعد سر ڈھال رکے ہنس تھے۔

اور آیت ان کی چوڑی پشت کو گھور کر رہ گئی تھی۔

☆☆☆

ڈریس پینٹ پر وائٹ گولڈ کف لنکس والی کلف شدہ شرٹ میں ملبوس سفید اوور آل لیے اس پتھر کے بت کو آپریشن تھیٹر میں اپنا منتظر پا کر اس کا دل دھڑک اٹھا تھا۔

دوران آپریشن ایک ایک انسٹرومنٹ ان کے ہاتھوں میں تھماتے ہوئے لاریب نے بارہا ان شہد رنگ آنکھوں میں گھسنے کی کوشش کی تھی۔

مگر وہ جانے کون سی مٹی سے بنا تھا کہ کبھی نگاہ پھیر کر تو کبھی جھکا کر اسے اگنور کرتا رہا۔

غرور اس پر بہت سجتا ہے مگر، کہہ دو.....
غرور ذرا کم کر دے، اس میں اس کی بھلائی ہے

اپنے لب کچلتی وہ دل ہی دل میں اسے مخاطب کر بیٹھی تھی کہ اس شخص کے مسلسل تجاہل عارفانہ نے لاریب اسد کے دل کی حالت بے حد خراب کر ڈالی تھی۔

اور اس خانہ خراب دل کے آگے ہتھیار پھینکنے کا ہی نتیجہ تھا جو آپریشن تھیٹر سے باہر آ کر نہ صرف اس نے اسٹاف روم میں جا کر الیکٹرک کیٹل میں دو کپ کافی بنائی تھی بلکہ کپ پرچ میں سجائے اور اپنے قدموں کا رخ ڈاکٹر فارس لاکھو کے کیبن کی جانب موڑ لیا۔

ریسپشن پر سسٹر حرا اور کمپاؤنڈر حمزہ کے ساتھ باتوں میں مصروف ڈاکٹر اعظم نے سر کے کیبن کی طرف جاتی ڈاکٹر سومرو کو بے حد ہمدردی کے ساتھ دیکھا تھا کیونکہ ڈاکٹر اعظم جانتے تھے کہ کچھ ہی دیر بعد ڈاکٹر لاریب کافی کے یہ دونوں کپ اپنے ساتھ جھلاتی نامراد واپس آنے والی تھیں۔ کیونکہ ان سے پہلے بھی مسیحا کریم کو جوائن کرنے والی اکثر فی میلز ڈاکٹرز یہ کوشش کر کے بری طرح ناکام ٹھہری تھیں۔

ان کی جانب سے ایک کپ کافی پینے کی آفر کو سر لاکھو کی جانب سے کبھی شرف قبولیت حاصل نہ ہو پایا تھا۔

جانے ان کے سینے میں دل کی جگہ کون سا پتھر فٹ تھا کہ ایسے ایسے حسین چہروں کو اداس کر کے بھی وہ مطمئن پھرا کرتے تھے۔

''مے آئی کم ان سر؟'' اجازت مانگنے پر جب کوئی جواب نہ ملا تو وہ خود ہی اندر چلی آئی۔

شاندار کیبن اس وقت پورا خالی پڑا تھا۔ واش روم سے بیسن میں پانی گرنے کی آواز باہر تک آ رہی تھی۔

وہ آہستہ سے آگے بڑھی تھی اور ہاتھ میں موجود کپ کو ٹیبل پر رکھ دیا۔ ٹھیک اسی وقت واش روم کا دروازہ کھلا تھا۔

اور براؤن تولیے کی مدد سے اپنا وجیہ گیلا چہرہ پونچھتے ڈاکٹر فارس برآمد ہوئے۔

''آپ یہاں..... ڈاکٹر! کوئی مسئلہ ہے کیا؟''

پنک ٹائٹس اینڈ اسکائی بلیو اسٹائلش سے آف سلیوز ٹاپ میں ملبوس لاریب اسد کو اپنے کیبن کے وسط میں کھڑا دیکھ کر وہ چونکے۔

''آہاں..... نو سر!'' سلکی بالوں کی چنچل لٹیں اپنے چہرے پر سے ہٹاتی وہ اک ادا کے سنگ مسکائی۔

''دراصل میں نے سوچا ڈیڑھ گھنٹے کا آپریشن ہینڈل کرنے کے بعد آپ یقیناً اس وقت خود کو ٹائرڈ فیل کر رہے ہوں گے۔ سو یہ کافی.....'' پرچ سے کافی کا مگ اٹھاتی وہ ان کی سمت اپنے قدم بڑھا گئی اور قریب آتے ہوئے لاریب کی ستائشی نگاہیں اس شخص کی چوڑی پیشانی سے چپکے گھنے دنم پف پر سے جانے کیوں ہٹ نہ پائی تھیں اور وہی لمحہ بے خودی کا ثابت ہوا۔

وہ ان کی فراخ پیشانی پر چپکے نم بالوں کو اپنے نازک ہاتھ کی مدد سے پیچھے کی طرف دھکیلتی لمحوں میں درمیان کا فاصلہ پاٹ گئی تھی۔

''ہاؤ ڈیر یو رش......'' اس لڑکی کی اس بے ہودہ حرکت پر ناگواری کی شدید لہر فارس کریم کے کہیں اندر تک دوڑ گئی تھی۔ اسے ایک لمحہ لگا تھا اس کو دھتکارنے میں۔

خوب صورت لب نفرت سے بھینچتے ہوئے فارس نے اتنی زور سے اس کو پرے دھکیلا کہ نہ صرف وہ لڑکھڑا گئی بلکہ کافی کا کپ بھی ہاتھ سے چھوٹ کر فلور پر جا گرا تھا۔

''ایم...... ایم سوری......'' کپ ٹوٹنے کی آواز سن کر وہ گویا ہوش میں آ چکی تھی۔ غصے کے ہزارویں ساعت میں نگاہیں چراتے ہوئے فوراً معذرت کر ڈالی۔

''ایم گیٹنگ لیٹ......'' اس کی معذرت کو جیسے سنا ہی نہیں گیا تھا۔

''مجھے کہیں جانا ہے۔'' سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ بنا اس کی طرف دیکھے ٹیبل پر سے اپنی کار کی چابی اٹھا کر وہ روم سے جا چکے تھے۔

اور لاریب اسد...... کو لگ رہا تھا وہ شخص اسے دو کوڑی کا کر گیا ہو۔

ہے محبت تو شوروغل کیسا؟
ٹک کر بیٹھ کہیں، جا ادب سے گزار......

محبت یک طرفہ ہو تو پھر خاموشی میں ہی عافیت ہوتی مگر یہ بات لاریب سومرو کو کون سمجھاتا؟ جو اپنا دل تو فارس کریم کے قدموں میں ہار آئی تھی اور زارون کے سامنے تھکن کا بہانا گھڑ دیا تھا اس نے۔

''میں نے کہا بھی تھا تمہیں کہ اچھی بھلی جاب ہے، لیاقت نیشنل سے ریزائن مت کرو...... پر تمہارے سر پر تو اس پل، اس پیٹو گرل کے مسیحا کریم کو جوائن کرنے کا بھوت سوار تھا۔'' زارون کے ڈپٹنے پر وہ سر جھٹک گئی تھی اور پھر ملتے ہیں کہہ کر اس نے اپنے پورشن کی جانب قدم بڑھا دیے تھے

زارون عباد وہیں کھڑا تفکر سے اس کی سست چال کو تکتا رہا تھا۔

☆☆☆

تم ثروت کو پڑھتی ہو؟
کتنی اچھی لڑکی ہے......
کیا رشتہ ہے شاموں سے؟
سورج کی کیا لگتی ہو؟
لوگ نہیں ڈرتے رب سے......
تم لوگوں سے ڈرتی ہو
بات نہیں سنتی ہو، کیوں؟
غزلیں بھی تو سنتی ہو......

آج تنہا چاند کی پوسٹ نے ''الف'' میں دھوم مچا رکھی تھی۔ ہر منٹ بعد کوئی دوسری لڑکی آتی اور اس کے پوسٹ پر کامنٹس اپ ڈیٹ کر کے چلتی بنتی۔

وہ پوری رات نائٹ ڈیوٹی انجام دینے کے بعد ابھی کچھ دیر قبل ہی سومرو ہاؤس پہنچی تھی۔ گھر پہنچ کر شاور لیا، ڈٹ کر ناشتا کیا اور لان میں لگے جھولے پر آ کر بیٹھ گئی۔

''آئی سی...... تو یہ بندر صاحب آج شاعر بن بیٹھے۔'' ایف بی پر لاگ آن ہوتے ہی اسے ہنسی آ گئی تھی۔

''علی زریون کے اشعار کو چن کر تنہا چاند آج ہیرو بنا ''الف'' میں تعریفیں سمیٹنے میں مصروف تھا اور اس بات کو وہ کیسے برداشت کر لیتی بھلا سو فوراً اس کے امپریشن کو دھول اڑانے کا فیصلہ کر لیا۔

اور وہ کہاں جانتی تھی کہ اس کے نام کے آگے گرین بتی جلتے دیکھ کر کوئی اپنی منتظر نگاہیں کامنٹس باکس پر جما کر بیٹھ گیا تھا۔ حالانکہ یہ وقت اس کے کام کا تھا۔ سامنے ٹیبل پر کئی کیسز کی فائلیں پڑی اس کی توجہ کی منتظر تھیں۔

مگر اس شخص کی ساحر آنکھیں ہاتھ میں تھامے سیل کی اسکرین پر جمی تھیں۔ دفعتاً کامنٹس ٹون بجی اور اس کے اسٹیٹس پر چاندو کی مراد کے کامنٹس شو ہو گئے تھے۔

"ہاہاہا..." یک لخت آپس میں باہم جڑے اس کے لبوں سے ایک بے حد شوخ سا قہقہہ برآمد ہوا تھا اور کیبن میں چھائی خاموشی کو توڑتا چلا گیا۔ اس کی مسکراتی نظریں ان جلے کٹے کامنٹس پر ٹھہری رہ گئی تھیں۔

جس میں اس نے تنہا چاند کے امپریشن کے غبارے سے ہوا نکالنے کی بھرپور کوشش کر ڈالی تھی۔

بلاشبہ وہ بے حد ٹیلنٹڈ تھی اور موقع کی مناسبت کے ساتھ شاعری کرنا بھی وہ خوب جانتی تھی۔

وہ اس کی ذہانت سے متاثر ہوئے بنا نہ رہ پایا تھا کہ جس نے کمنٹس بکس میں تنہا چاند کی دھنائی کر کے رکھ چھوڑی تھی آج۔

صبح و شام لاگ آن رہتے ہو
کتنے فارغ لڑکے ہو......
کوئی کام نہیں کرتے ہو...... کیوں؟
فیس بک بھی تو یوز کرتے ہو
گرلز فدا ہیں یوں ہی تم پر
چاند ہو مسٹر، نہ تم تارے ہو......

آئی نو! شعر چرائے ہیں تم نے "زریون" کے کیوں گروپ میں ہیرو بنتے ہو؟

اس کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو ضرور اس درجہ عزت افزائی پر منہ سے بھاپ اٹھ رہی ہوتی۔ مگر جانے کیا وجہ تھی کہ وہ بس مسکرائے چلا جاتا تھا۔

☆☆☆

"کل زارون پاکستان آرہا ہے...... گرمیاں بھی شروع ہونے والی ہیں۔ تم نے اپنے لیے اب تک لان کے سوٹس کی خریداری بھی نہیں کی۔ مئی میں رمضان شروع ہو جائیں گے تو کیا روزے میں مارکیٹس کے چکر لگاتی پھرو گی تم؟"

شام کو اپنی نیند پوری کرنے کے بعد وہ نیچے آئی تھی تو مام نے اس کے لیے سینٹر ٹیبل پر رکھی تازہ فروٹ باسکٹ میں سے جھک کر اپنے لیے ایک تازہ سیب اچکتی وہ ہنس ہی تو پڑی تھی۔

"مائی ڈیر مام!" سیب کو دانتوں سے کترتی وہ ان کے قریب چلی آئی۔ جو اس وقت لاؤنج میں سجے انڈور پلانٹس اسپرے کرنے میں مصروف تھیں۔

"میں سمجھ نہیں پائی، آپ کو کل زارون کے پاکستان آنے پر اعتراض ہے؟ گرمیاں قریب آنے کی ٹینشن ہے یا پھر رمضان میں میری شاپنگ کرنے کی فکر......" وہ ہنسی تھی۔

"آئی ڈونٹ انڈر اسٹینڈ کہ ان سب باتوں کے حوالے آپ اس اسٹوپڈ زارون کی آمد کے ساتھ کیوں دے رہی ہیں۔ کیا وہ اتنا اسپیشل ہے یا وہ پاکستان پہلی بار آرہا ہے؟"

وائٹ سلک ٹراؤزر شرٹ نائٹ سوٹ میں وہ اپنے گھنے بال پشت پر پھیلائے وہ واقعی حیران نظر آرہی تھی۔

"میری جان۔" مام نے پلٹ کر پیار سے اس کے گال کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چھوا تھا اور لاڈ سے گویا ہوئیں۔

"نہ مجھے زارون کی آمد پر اعتراض ہے اور نہ ہی گرمیوں کی آمد کی ٹینشن...... فکر ہے تو اس بات کی کہ تم رمضان سے قبل اپنی تمام شاپنگ مکمل کرلو۔ بعد میں زارون کی منگنی پر پہنچنے کے لیے ڈریس تو عید پر بھی خریدا جاسکتا ہے۔"

"زارون کی منگنی؟" آیت کے ہاتھ میں دبا سرخ سیب اچانک ڈھیلا پڑ گیا تھا۔

چہرے پر ایک سایہ آکر گزر گیا
بجی کی آنکھوں کی بجھتی لو آسیہ سومرو سے چھپی نہ رہ سکی تھی البتہ وہ نگاہ چرا گئیں۔

"ہاں زارون کی منگنی...... ریحانہ بھابھی اور عباد بھائی نے تقریباً تمام معاملات اسد بھائی اور بھابی کے ساتھ طے کر لیے ہیں۔ بس زارون آجائے تو منگنی کی تاریخ طے کر دیں گے وہ لوگ۔" وہ اسے تفصیل بتا رہی تھیں اور وہاں کھڑی آیت کو محسوس ہوا تھا، جیسے مام نے یہ تمام تمہید باندھی ہی اس لیے تھی تا کہ زارون اور لاریب کی منگنی کی خبر اسے سنا سکیں۔

"میں...... میں ذرا چینج کرلوں۔ ہاسپٹل کے

لیے بھی نکلنا ہے مجھے۔" ہاتھ میں موجود سرخ سیب جس میں سے اس نے ابھی ایک ہی بائیٹ لیا تھا، واپس باسکٹ میں ڈالتی وہ سیڑھیوں کی جانب مڑ گئی تھی۔

آسیہ سومرو نے پلٹ کر اسے نہیں دیکھا تھا۔

☆☆☆

"ہاؤ آر یو میم؟ اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟"

مسز جاناں کریم کو ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہوئے سات روز بیت چکے تھے اور چار دن بعد ان کو ڈسچارج ہو کر گھر واپس چلے جانا تھا۔

وہ جوان کا حال پہلے دن دریافت کرنے گئی تھی تو پھر دوبارہ ان کی عیادت کا موقع مصروفیت کی وجہ سے نہ مل پایا تھا اور آج مسیحا کریم پہنچ کر وہ سیدھی میم کے روم میں آ گئی تھی۔

"تم کہاں غائب تھیں خوب صورت لڑکی۔" مسز کریم جو اس وقت بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے نیم دراز تھیں اس پر نظر پڑتے ہی مانو چہک اٹھیں۔

جبکہ آیت ان کے استفسار پر خفیف سی ہو کر مسکرائی تھی۔

"میں معذرت خواہ ہوں میم! کچھ مصروفیت کی بنا پر آپ کی طرف نہ آ سکی۔" مؤدب لہجے میں معذرت کرتی وہ جھجکی تھی اور اپنے ساتھ لائے پھولوں کا گلدستہ ان کی گود میں دھر دیا۔

ٹھیک وقت اس کی نظر وہاں پہلے سے بیٹھی لاریب پر اچانک پڑی تھی۔ جو آیت کے اس مودبانہ انداز کو گھور کر رہ گئی تھی۔

"میں تمہاری معذرت کو جب قبول کروں گی، جب تم میری طرف سے ایک کپ چائے کی دعوت قبول کرو گی۔"

آیت کو ماننا پڑا آج مسز کریم کا موڈ بہت اچھا تھا اور ایسا یقیناً دن بدن اچھی ہوتی ان کی صحت کی وجہ سے تھا۔

"وائے ناٹ۔ میں ابھی آپ کی دعوت قبول کرنے کو تیار ہوں۔" وہ بھی ان کے خلوص سے ہارتے ہوئے کہہ گئی۔

"لڑکی! کوئی چالاکی نہیں کیونکہ یہاں پر نہیں چائے کی دعوت میں تم کو اپنے گھر پر دے رہی ہوں۔ اب بولو کیا کہتی ہو؟" انہوں نے ہنس کر اسے گھورا تو وہ سر کھجا کر رہ گئی۔

وہاں بیٹھے کریم لاکھو نے بے حد دلچسپی سے اس لڑکی کو دیکھا تھا۔ جس کی اچانک آمد نے ان کی بیگم کے موڈ کو خوش گوار بنا ڈالا تھا۔ وہ لمحوں میں ہشاش بشاش نظر آنے لگی تھیں۔

"یو ڈونٹ وری میم! آیت کو لاکھو ہاؤس میں لے آؤں گی۔ اب اس قدر خلوص کے ساتھ دی گئی آپ کی دعوت کو ٹالا تو ہر گز نہیں جا سکتا ناں؟"

جاناں لاکھو اور آیت کی گفتگو کے درمیان لاریب نے اچانک مداخلت کی تھی۔

"آیت! تم نے بتایا نہیں میم کو ہم دونوں آپس میں کزنز ہیں؟" اپنی بات کے جواب میں مسز کریم کی جانب سے پڑنے والی سنجیدہ سی گھوری پر وہ ہڑبڑا کر آیت سے مخاطب ہوئی تھی۔

اور اب بھلا آیت مزید کیا کہتی کہ تعارف تو لاریب نے کروا دیا تھا۔

وہ وہاں کھڑی یہی سوچ رہی تھی۔ تب ہی دروازہ کھلا اور ڈاکٹر وقار کے ساتھ باتیں کرتے ڈاکٹر فارس کمرے کے اندر داخل ہوئے تھے۔

کریم لاکھو کے برابر والے کاؤچ پر بیٹھی لاریب اسد کی تو گویا ان پر نظر پڑتے مراد بر آئی تھی کہ اس شخص کو آج وہ پورے چھ دن بعد دیکھ رہی تھی کیونکہ جب سے مسز کریم کے ساتھ وہ حادثہ پیش آیا تھا فارس رات بھر مسیحا کریم میں ٹھہرنے کے بعد صبح کو گھر واپس لوٹ جانے کی روٹین اپنائے ہوئے تھے۔

سو اس وقت لاریب کی وارفتہ نگاہیں فارس لاکھو کے وجیہہ چہرے پر جمی رہ گئی تھیں۔

یہ الگ بات تھی کہ پورے کمرے پر اک طائرانہ نگاہ دوڑانے کے بعد اس شخص نے دوسری نگاہ

اس پر ڈالنے کی غلطی قطعاً نہیں کی تھی۔

"ہاؤ آر یو ینگ لیڈی؟ کیا ہو رہا ہے؟" بلیو جینز اینڈ چاکلیٹ کلر کی کلف شدہ شرٹ میں اپنی نمایاں ہوتی قامت کے سنگ جھک کر مسز کریم کی پیشانی پر بوسہ دیتے وہ مسکرائے تھے۔

آیت کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ وہ وہاں پر مزید ٹھہرے کہ چلی جائے کیونکہ میم کے بیڈ کے قریب جہاں وہ کھڑی تھی سر لاکھو بھی ٹھیک اس جگہ اس کے برابر آ کھڑے ہوئے تھے۔

اتنے قریب کے ان کے ملبوس سے اٹھتی قیمتی کلون کی مہک اور سامنے کاؤچ پر لاریب کے برابر براجمان کریم لاکھو کی مسکراتی نگاہوں نے مل کر نروس سا کر دیا تھا اسے۔

"کچھ خاص نہیں، میں دراصل اس پریٹی ڈاکٹر کو اپنے گھر چائے پر آنے کی دعوت دے رہی تھی۔" مسز کریم نے مسکرا کر بتایا۔

"پریٹی ڈاکٹر؟" ڈاکٹر فارس حیرت سے اچھل پڑے۔

"یار وقار! یہ میں کیا سن رہا ہوں....." انہوں نے تعجب سے بھنویں اچکائی تھیں۔ کچھ فاصلے پر کھڑے ڈاکٹر وقار مسکرا دیے۔

"مائی سویٹ مام! آپ کو مسیحا کریم میں پریٹی ڈاکٹرز کہاں سے دکھائی دے گئیں حالانکہ اتنے عرصے میں یہ معجزہ ایک بار بھی آپ کے نور نظر، لخت جگر کے ساتھ رونما نہیں ہوا۔" یہ سوال مسز کریم سے کرتے ان کے لہجے میں اتنی حسرت و بے چارگی تھی کہ ڈاکٹر وقار کے ساتھ ساتھ کریم لاکھو بھی ہنس پڑے تھے۔ جبکہ وہاں بیٹھی لاریب نے خاصی دل گرفتگی کے ساتھ اس نخریلے شخص کی بات کو سنا تھا۔

اور وہ جو ایک سندر شہزادی صبح و شام اپنی چاہت کے دیے اس مغرور دیوتا کے چرنوں میں جلاتی تھی پھر بھی وہ کہہ رہا تھا کہ مسیحا کریم میں کسی پریٹی ڈاکٹر کو نہیں دیکھا۔

"ٹائی بوائے۔" وہ یہ ہی سب سوچ رہی تھی جب جاناں کریم کی آواز سماعتوں سے آن ٹکرائی تھی۔

"میں آپ کے ساتھ کھڑی ڈاکٹر کی بات کر رہی ہوں۔ سچی بات ہے، مجھے تو پورے مسیحا کریم میں یہ بریو گرل ہی پریٹی لگی ہے۔" سچائی کے ساتھ اپنے دل کی بات کہتی وہ شفیق انداز میں مسکرائی تھیں۔

"اور نیلی......"

انہوں نے نروس سے کھڑی آیت کو دیکھا آیت نے میم کی بات پر اپنے ساتھ کھڑے شخص کی گردن کو اپنی جانب گھومتے ہوئے محسوس کیا تو جی چاہا وہاں سے بھاگ جائے کیونکہ جس موضوع سے وہ سب سے زیادہ بچنا چاہتی تھی، اسی قصے کو بار بار دہرایا جا رہا تھا۔

"ایکسکیوز می۔" لاریب اچانک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی، اس کے لیے اب وہاں مزید ٹھہرنا محال تھا۔ آیت مراد کی ذات کو موضوعِ گفتگو بنا وہ نہیں دیکھ سکتی تھی۔

مگر کمرے سے نکلتے نکلتے بھی اس نے سنا تھا۔ ڈاکٹر وقار آیت سے کہہ رہے تھے۔

"واؤ ڈاکٹر! اور کیا چاہیے، بریو گرل کے ساتھ ساتھ پریٹی ڈاکٹر کا بھی خطاب مل گیا آپ کو۔ اسی بات پر ہماری ٹریٹ تو بنتی ہے۔"

"سوری سر!" ڈاکٹر وقار کی بات پر وہ بدکی تھی۔

"ارے، اس میں سوری کی کیا بات ہے۔ بس کینٹین تک ہی تو چلنا پڑے گا ہمیں۔ اینڈ یو ڈونٹ وری، ڈنر کا بل آج تھوڑی بھرنا پڑے گا آپ کو...... وہ تو بعد میں کینٹین والے آپ کی سیلری سے کاٹ لیں گے۔"

وقار اس کو پھنسانے کا پورا پروگرام بنائے بیٹھے تھے۔

اور حیرت اس کو سر لاکھو کی خاموشی پر ہو رہی تھی، وہ کون سا ان دونوں کے ساتھ اتنا فری تھی کہ انہیں اپنی طرف سے ٹریٹ دینے کینٹین لے جاتی۔

"تھینک یو ڈاکٹر۔" کن انکھیوں سے سرفارس کی جانب دیکھتے ہوئے جو اس وقت سامنے دیوار کے ساتھ لگی مسز کریم کی دواؤں کی شیٹ کو دیکھنے میں مصروف تھے، آیت گویا ہوئی تھی۔

"میں آپ کو ٹریٹ ضرور دے دیتی اگر جوریئل میں اپنے آپ کو خوب صورت سمجھتی تو یہ میم کی محبت ہے جو انہوں نے پیار سے پریٹی کہہ دیا سو اس کے لیے میں ان کی ممنون ہوں۔" بظاہر بے حد عاجزی سے کہتی وہاں موجود چاروں نفوس کو مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی۔

"یو آر اوور اسمارٹ ڈاکٹر؟"

قبل اس کے کہ اپنی بات مکمل کرنے کے بعد وہ وہاں سے بھاگ کھڑی ہوتی۔ میم کی میڈیسن شیٹ کو گھورنے کا ارادہ ترک کرتے ڈاکٹر لاکھو اچانک اس کی جانب پلٹے تھے۔

"آپ کا کہنے کا مطلب ہے میری مام نے آپ کی جھوٹی تعریف کی ہے...... تو ٹریٹ بھی ان ہی کو دینی چاہیے؟"

"نہ...... نہیں سر!" ان کے اس اچانک حملے پر وہ ہڑبڑا ہی تو گئی تھی۔ مسز کریم بیٹے کی شرارت بھانپتے اپنی ہنسی دبا گئی تھیں۔

"میں نے ایسا تو نہیں کہا۔" گھبرا کر مسز جاناں کریم کی سمت دیکھتے ہوئے اس نے اپنا دفاع کرنے کی کوشش کی۔

مگر مقابل اس وقت سخت جرح کے موڈ میں نظر آ رہا تھا۔

"آپ نے ایسا کہا نہیں پر...... آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہی تھا۔ آئی سے رائٹ مام؟" مسکراتے ہوئے آخر میں انہوں نے بیڈ پر نیم دراز میم سے تائید چاہی تھی۔

"شاید......" ادھر سیاسی جواب دو سیکنڈ میں آ گیا تھا جسے سن کر فارس کریم ہنس پڑے تھے۔

"آل رائٹ۔" ڈاکٹر لاکھو نے فرماں برداری کا مظاہرہ کرتے ہاتھ اٹھا دیا۔

"مام چاہتی ہیں ان کی جانب سے ٹریٹ میں دوں۔ سو جلدی سے بتایئے کہ وقار کے فیورٹ ریسٹورنٹ بلوچستان بجی میں ڈنر کرنا پسند کریں گی یا پھر کینٹین چلیں؟" دونوں بازو۔ مضبوط سینے پر باندھے، اپنی شہد رنگ آنکھیں۔ اورنج کلر کے کاٹن کے پرنٹڈ سوٹ میں ملبوس وائٹ اوور آل پہنے اس اسمارٹ سی لڑکی کے گلابی پڑتے چہرے پر نظر جمائے وہ خاصے سنجیدہ نظر آ رہے تھے۔ جبکہ کچھ ہی فاصلے پر اپنی مسکراہٹ دبائے کھڑے ڈاکٹر وقار نے نوٹ کیا تھا کہ ان کے دوست کے اس سنجیدہ مذاق پر۔

آیت مراد کی سنہری آنکھیں لمحے کے ہزارویں حصے میں خفگی سمیٹ لائی تھیں۔

"سوری سر! میں اپنے سینئرز سے ٹریٹ نہیں لیتی۔" ایک برہم نگاہ سامنے کھڑے شخص کے چہرے پر ڈالتی سپاٹ لہجے میں انکار کرنے کے بعد وہ وہاں پر رکی نہیں تھی۔

آیت کے وہاں سے جانے کے بعد وہ مسز کریم نے اپنے بیٹے کے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔

اور تب کریم لاکھو کی طرح وہ بھی حیران ہوئے بنا نہ رہ پائی تھیں۔

کیونکہ گھنی مونچھوں تلے بھرے بھرے لبوں پر ایسی دل فریب و دل نشین مسکراہٹ کا رقص بکھرا تھا کہ پاس کھڑے وقار جونیجو بھی نا سمجھی کے ساتھ اپنے شانے اچکا کر رہ گئے تھے۔

ان کے خیال کے مطابق ایک لڑکی کر تو ان کے یار کی انسلٹ ہی گئی تھی پھر وہ گدھا خوش کس بات پر ہو رہا تھا۔

☆☆☆

"آنٹی! یہ آپ کے لیے......" اس روز وہ مام کے بصد اصرار پر ان کے شاپنگ کرنے کے ارادے سے مارکیٹ آ گئی تھی۔

آیت کی شاپنگ تقریباً مکمل ہو چکی تھی۔ بس مام کو اپنے لیے کچھ ڈیجیٹل پرنٹ کی کرتیاں خریدنا تھیں۔ وہ اپنے فیورٹ ڈیزائنر شاپ میں جا گھسیں۔

آیت معذرت کرتی مال میں بنے گفٹس شاپس کی طرف آ گئی تھی۔

اور ابھی وہ ایک شاپ پر کھڑی اپنے کمرے کے لیے کچھ ڈیکوریشن پیسز چوائس کر رہی تھی۔ جب کہیں سے ایک چھوٹی سی کیوٹ بچی بھاگتی آئی۔

''آنٹی! یہ آپ کے لیے اس انکل نے دیا۔'' افراتفری میں ایک عدد کارڈ کے ساتھ تازہ گلاب کی ایک کلی اس کے ہاتھ میں تھمانے کے بعد وہ بچی واپس بھاگ گئی تھی۔

''میرے لیے؟'' آیت نے حیرت سے ہاتھ میں تھامی ان دونوں چیزوں کی جانب دیکھا تھا اور دوسری نگاہ ادھر ادھر مال پر دوڑائی۔ محض اس خیال سے کہ کہیں کسی اور کا گفٹ تو وہ بچی اس کے ہاتھوں میں نہیں تھما گئی۔

بھلا مال میں آیت کا کون سا ایسا سگا نکل آیا تھا جس نے یہ پھول اور کارڈ اسے وش کر دیے تھے۔

پاس کھڑی سیل گرل کی ذومعنی مسکراہٹ کو نظر انداز کرتے اس نے وائٹ روز والا وہ کارڈ کھول لیا تھا۔ جس کے اوپر بیسٹ وشز رقم تھا مگر اندر موجود تحریر خاصی تیکھی تھی۔ اتنی تیکھی کہ اس مال کے گفٹ شاپس کے کارنر میں کھڑی آیت مراد کو اپنے دونوں کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا تھا۔ ایک بار پڑھنے کے بعد اس نے دوبارہ اپنی قہربار نگاہیں بے ارادہ ہی اس تحریر پر دوڑا ڈالی تھیں۔ جہاں بہت خوب صورت رائٹنگ میں بے حد بکواس شاعری رقم کی گئی تھی۔

اک لڑکی کو دیکھا تو ایسا لگا......

جیسے گرین چلی......

جیسے جلی مونگ پھلی......

جیسے آہستہ آہستہ خفا ہو کے چلے......

یہ سر پھری ہوا......

ہو......اک لڑکی کو دیکھا تو ایسا لگا......

اور آخری کسر نیچے لکھے نام نے پوری کر دی تھی۔

اک ادنیٰ شاعر ''تنہا چاند''۔

ہاتھ میں موجود اس کارڈ کے دو ٹکڑے کرتے ہوئے آیت کا بس نہیں چل رہا تھا کہ آج وہ مسٹر بندر کی اس فضول سی حرکت پر کیا کر ڈالے۔

مال پر مارے اشتعال کے متلاشی نگاہ دوڑانے کے باوجود وہ ناکام ہی رہی تھی۔ ظاہر ہے اس نے تنہا چاند کو کبھی دیکھا ہی نہیں تھا تو اسے کیسے پہچان لیتی اور اس خیال کے آنے پر وہ ساکت ہوئی تھی۔

جس طرح میں نے تنہا چاند کو نہیں دیکھا، ٹھیک اسی طرح تنہا چاند نے بھی کب مجھے دیکھ رکھا ہے۔ پھر بھلا وہ مجھے کیسے پہچان سکتا ہے۔

کیونکہ آیت ہمیشہ اپنی آئی ڈی پر باربی ڈولز کی پروفائل لگانے کی عادی تھی اور تنہا چاند کی پروفائل پر اکثر ٹوٹی چوڑی جیسے چاند کی تصویر آویزاں رہا کرتی تھی۔

''تو پھر یہ تنہا چاند......؟''

''وہ اسے پہچانتا تھا؟ لیکن کیسے؟''

اس کا مطلب وہ اس کے جاننے والوں میں سے ہی کوئی تھا۔ وہ کوئی غیر نہیں تھا بلکہ بہت اپنا تھا۔ وہ اس قدر اپنا جس کو یہ تک پتا تھا کہ آیت سومرو آج شاپنگ کرنے مارکیٹ آئی ہوئی ہے۔

اور ایسا کون ہو سکتا ہے...... جسے میں نے یا مام نے آج اپنے شاپنگ پر جانے کا بتایا ہو؟ اوپس پاپا...... دو حصوں میں بٹے کارڈ کو شاپ کے کونے میں سجے ڈسٹ بن میں ڈالتے ہوئے وہ مسلسل اپنا دماغ لڑانے میں مصروف تھی۔ جب فوراً ہی اس احمقانہ جواب پر خود کو ڈپٹا۔ ''پاگل ہوئی ہو تم، پاپا بھلا تنہا چاند کے نام سے مجھے کارڈ کیوں بھیجیں گے؟''

''تو پھر...... او مائی گاڈ؟'' یکا یک ذہن میں جھماکا سا ہوا کیونکہ اب اسے ڈھائی گھنٹے قبل کا سین دماغ میں گھوم گیا تھا۔

جب وہ اور ماما شاپنگ کے لیے گھر سے نکل رہی تھیں تو زارون ان کے پورشن میں اچانک نازل ہوا تھا۔

"تو زارون...... یا حیرت زارون؟"

☆☆☆

"ہاؤ آر یو آنٹی! کیسی ہیں آپ؟" مام کو اپنے ساتھ لگاتے وہ آیت کی سمت دیکھ کر مسکرایا تھا۔

جواباً اس کو مسکرانا پڑا۔

بعض دفعہ دل نہ چاہنے کے باوجود محض اپنا بھرم رکھنے کی خاطر بھی مسکرانا پڑتا ہے۔

"ایم سوری، پیٹو گرل۔" ہاتھ میں تھاما گفٹ پیک اس کی جانب بڑھاتے وہ قریب آ گیا۔

"سوری فار واٹ؟" اس کی جانب سے اپنی پشت پھیرتے ہوئے وہ کھلکھلائی تھی۔ زارون کے لیے جوس لانے کے ارادے سے کچن کی طرف جاتی مام نے اس کی کھلکھلاہٹ کو بغور سنا تھا۔

"اس روز میں ہائپر ہو گیا تھا۔" وہ اس کے سامنے آ گیا۔ "اور میں بھی ال منیرڈ ہو گئی تھی سو کوئی بات نہیں۔" شانے اچکاتے آیت نے گویا بات ہی ختم کر دی تھی۔

"اسٹرینج۔" اس کی لاپروائی سے کندھے اچکانے پر وہ ہنس پڑا تھا۔

"تم خاصی میچور نہیں ہو گئیں میرے جانے کے بعد۔"

"شاید......" آیت مسکرائی تھی اور پھر گفٹ اپنے کمرے میں رکھ آنے کے بہانے وہاں سے ہٹ گئی۔

پھر کچھ دیر ان کے پورشن میں بیٹھنے کے بعد زارون اٹھ گیا تھا کیونکہ مام نے اس سے معذرت کر لی تھی۔

"سوری بیٹا! میں اور آیت مارکیٹ جا رہے ہیں ورنہ آپ کو ضرور مزید کمپنی دیتے۔" اس کی پیشانی پر پیار کرتے آسیہ سومرو نے کہا تھا۔

"تو یہ زارون ہی ہے؟" گفٹ شاپ سے باہر نکلتے اس نے سوچا تھا۔

اور پھر اس ڈیزائنر شاپ میں آ گئی جہاں مام کھڑی اپنے لیے کرتیاں سلیکٹ کر رہی تھیں۔

"چلیں مام! ہو گئی آپ کی شاپنگ۔" پاس آ کر اس نے پوچھا تھا۔

اس بات سے بے خبر کہ اس کی آواز سن کر کچھ ہی فاصلے پر کھڑی گریس فل سی اس لیڈی نے نہ صرف اپنی گردن گھما کر اس کی جانب دیکھا تھا بلکہ آیت کو اس وقت اچانک وہاں پر دیکھ کر سرپرائز سی ہو کر وہ آگے بڑھ آئی تھیں۔

"ڈاکٹر آیت! یو آر بے وفا۔" وہ اچانک اس کے سامنے آ کر بولیں جبکہ مسز جاناں کریم کو وہاں پا کر آیت حیران رہ گئی تھی۔

بے وفا کہتے ان کا اشارہ یقیناً اپنے گھر چائے کی دعوت پر نہ آنے کی طرف تھا۔

"ہاؤ آر یو میم؟" ان کے شکوہ کو نظر انداز کرتے وہ سلیقے سے ان کا حال دریافت کر گئی۔

اس اثناء میں آسیہ سومرو بھی اس جانب متوجہ ہو چکی تھیں۔ آیت کو تعارف کروانا پڑا۔

"مام! ان سے ملیں، یہ ہماری مسیحا کریم کی اونر ہیں۔ اینڈ میم! شی از مائی مدر۔"

"آپ سے مل کر اچھا لگا۔" مسز مراد آیت کے تعارف کروانے پر بھی مسکرائی تھیں۔

"سیم ٹو......" مسز لاکھو جواباً خوش دلی سے گویا ہوئیں۔

"آپ نے بہت اچھی تربیت کی ہے اپنی بیٹی کی۔ مجھے آیت بہت اچھی لگتی ہے۔"

مام کے سامنے میم کی تعریف نے اسے شرمندہ سا کر دیا تھا جبکہ...... آسیہ مراد اکلوتی بیٹی کی تعریف سامنے کھڑی عورت کے منہ سے سننے کے بعد خاصی خوش نظر آ رہی تھیں۔

"آپ بھی یقیناً یہاں سے اپنے لیے شاپنگ کرنے آئی ہوں گی؟" مام نے یوں ہی بات برائے بات پوچھ لیا تھا۔

"شیور...... شاپنگ تو کب کی مکمل ہو گئی میری۔ دراصل اپنے بیٹے کا انتظار کر رہی تھی، میں نے ٹیکسٹ کر دیا ہے، وہ بس آتا ہی ہوگا۔" خاصی تفصیل

سے جواب دیتے ہوئے انہوں نے آخر میں ایک مسکراتی ہوئی نگاہ پاس کھڑی آیت پر ڈالی تو

آسیہ بیگم چونک گئیں اور ٹھیک اس لمحے ایک دراز قامت وجیہہ نوجوان کو انہوں نے اپنے پاس آکر ٹھہرتے دیکھا تھا۔

"مام ہوگئی شاپنگ!" وائٹ کاٹن کے کلف شدہ کڑکڑاتے شلوار قمیص میں براؤن ویسٹ کوٹ لیے، پیروں میں چارسدہ سینڈل پہنے وہ اپنی ماں کے ساتھ کھڑی ہستی کو مکمل طور پر نظر انداز کرتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔ اس دن کے روڈ بی ہیو کے بعد آیت کا سر سے یہ پہلا سامنا تھا۔

کیونکہ آیت کی رات کی ڈیوٹی تھی مسیحا کریم میں جبکہ سر اپنی مام کے ڈسچارج ہونے کے بعد دن والی روٹین اپنائے ہوئے تھے۔

سو اس وقت وہ خوب بھیگی بلی بنی ہوئی تھی اور اکثر اس طرح کی سچویشن میں اس کا سیل ہی اس کی پناہ گاہ ہوا کرتا تھا۔ سو اس پل بھی ہاتھ میں تھاما سیل آن کرکے وہ ایف بی پر لاگ آن ہوگئی تھی۔

اس بات کا نوٹس لیے بغیر کہ اپنے باس کو نظر انداز کرنے والی اس فضول سی حرکت پر اس کی مام نے تیوریاں چڑھا کر باقاعدہ اس کو گھورا تھا۔

"مسز سومرو! ہی از مائی سن فارس۔"

"اور فارس! یہ ڈاکٹر آیت کی مدر ہیں۔" مسز جاناں لاکھو کے تعارف کرانے پر سر جھکائے کھڑی آیت کی سماعتوں سے سر کا بھاری لہجہ آٹکرایا تھا۔

"السلام علیکم!" وہ آسیہ سومرو کے آگے جھک گئے۔

"ماشاء اللہ، جیتے رہیے۔" عادت کے مطابق مام نے سر پر ہاتھ پھیرنے کے بجائے آگے بڑھ کر سر لاکھو کی پیشانی پر بوسہ دے ڈالا تھا۔

آیت اپنی جگہ کھڑی جز بز ہو کے رہ گئی تھی۔

وہ اپنی ماں کی اس عادت سے سخت نالاں تھی کہ جنہیں بیٹا نہ ہونے کی خلش نے اس قدر حساس بنا دیا تھا کہ اپنی ممتا کو ہر ایرے غیر نتھو خیرے پر لٹانے کو ہر دم تیار رہتی تھیں۔ چاہے اگلا بندہ ان کی اس جذباتی حرکت کو اپنی مرضی کے معنی پہناتا ہی کیوں نہ پھرے؟

اس وقت بھی آیت نے مسز کریم اور سر لاکھو کی جانب کن انکھیوں سے دیکھا تھا۔

"دیکھا بیٹا جی! آپ نے۔" مسز کریم جتاتی نگاہوں سے ڈاکٹر لاکھو سے مخاطب ہوئی تھیں۔

"ہوپ سو، آپ کو آج اپنی بات کا جواب مل گیا ہوگیا۔"

"مسز سومرو یہ میرا بیٹا۔" پہلے سر بعد میں مام کو مخاطب کرتے وہ مسکرائیں۔

"ہمیشہ میرے ساتھ اسی بات پر جھگڑتا رہتا ہے کہ جہاں کوئی لڑکی دیکھتی ہیں، اس کو گلے سے لگالیتی ہیں۔ میری بھولی مام آپ کیوں نہیں سمجھتیں کہ وہ آپ کی بیٹی جتنی ہے پر آپ کی اپنی بیٹی تو نہیں۔

اور میں ہمیشہ جواب دیتی ہوں میرے بھولے بیٹے! میں کیا کروں کہ اللہ سائیں نے بیٹی نہیں دی لیکن اس کے حصے کا پیار تو میرے اندر کی ممتا میں بھر دیا ہے۔ مگر جس بات کا جواب میں اپنے بیٹے کو نہیں دے سکی آج آپ نے دے دیا۔

گڑیا جیسی پیاری بیٹی کو رحمت بنا کر اللہ نے آپ کو دے رکھا ہے، مگر بیٹا نہیں تو یقیناً ہر بیٹے جتنا آپ کو اپنا بیٹا ہی لگتا ہوگا۔ جب ہی تو ایسے والہانہ انداز میں پیار کیا آپ نے فارس کو۔" مدبرانہ لہجے میں اپنی بات ختم کرتے مسز کریم ایک ہی وقت میں ایک ساتھ فارس کریم اور آیت مراد کو لاجواب کرچکی تھیں۔

بے ارادہ ہی دونوں کی نظریں ایک دوسرے کی جانب اٹھ گئیں۔

شہد رنگ آنکھوں کے ساتھ سنہری نینوں کا تصادم لمحے بھر کا تھا۔ دوسرے ہی پل آیت نگاہوں کا زاویہ بدل گئی تھی۔

جبکہ مسز جاناں لاکھو کی بات پر ہنستی ہوئی آسیہ

سومرو نے کن انکھیوں سے دیکھا تھا۔ آیت کی نگاہ چرانے والی حرکت پر اس کے باس کے لبوں پر کھیلتی مسکراہٹ گہری ہوتی چلی گئی تھی۔

"نام چلیں، مجھے دیر ہو رہی ہے۔" اک مسکراتی ہوئی نگاہ سامنے کھڑی اس مغرور لڑکی پر ڈالنے کے بعد وہ مسز کریم سے مخاطب ہوئے۔

"ایسے کیسے چلیں۔" وہ ہنسیں۔ "بل کون پے کرے گا ڈاکٹر صاحب! میں اپنا اے ٹی ایم کارڈ تو گھر بھول آئی ہوں۔" بیٹے کی سمت دیکھتے شرارت سے وہ مسکرائی تھیں۔

اور تب مسز مراد سومرو نے ان سے اجازت لی تھی اور آیت کو ساتھ لیے وہ مال سے نکل آئیں۔

☆☆☆

آنکھوں کا کرب لہجے کا غم چھپانا پڑا مجھے
جا کر اس کے روبرو، بے وجہ مسکرانا پڑا مجھے

کل پہلا روزہ تھا۔ سو آج اس نے مسیحا کریم سے چھٹی کر لی تھی۔ پورا دن بے حد مصروف گزرا تھا۔ آیت نے ہمیشہ کی طرح افطار کے لیے اپنے ہاتھوں سے کئی چیزیں بنا کر فریز کی تھیں۔

جن میں نگٹس، رول، چکن رول، سموسے اور کباب شامل تھے۔ پورا دن کچن میں مصروف بتانے کے بعد وہ جا کر اب فارغ ہوئی تھی۔

سو شاور لے کر تراویح ادا کیں اور پھر اپنا سیل اٹھائے ٹیرس پر آ گئی۔

آج شام ہی اس نے اپنا ہی لکھا ہوا ایک شعر ایف بی پر اسٹیٹس کیا تھا۔ جس پر اس وقت کئی کمنٹس آ چکے تھے۔ اس وقت بھی گروپ کے مختلف ممبرز آ، آ کر اس کی پوسٹ پر کمنٹس دینے میں مصروف تھے اور وہ تمام کمنٹس ریڈ کرتے ہوئے اداسی سے مسکرائے جاتی تھی کہ جب چارمنٹ کی دوری پر کیے گئے ایک کمنٹ پر اس کی سنہری آنکھیں آ کر رک گئی تھیں۔

بہرے عہد میں، شعر گوئی سائیاں عذاب تھی
غزلوں سے بھرا دیوان اپنا، جلانا پڑا مجھے

ان دو سطروں کے سنگ جو تصویر اٹیچڈ کی گئی تھی، در حقیقت آیت اس کو دیکھ کر ہی ٹھٹک گئی تھی۔

کیونکہ تصویر اس گفٹ شاپ کے کونے میں رکھے ڈسٹ بن کی تھی جس میں آیت نے کل تنہا چاند کی طرف سے ملنے والے سیڈ وشز کے کارڈ کو پھاڑ کر پھینکا تھا۔ ڈسٹ بن کے اندر سے جھانکتے پھٹے ہوئے کارڈ کے ٹکڑوں کا نظارہ خوب تھا۔

"ہم شاعروں کی تو اس دور میں کوئی عزت ہی نہیں۔ جس کو دیکھیں ہماری پوئٹری کو پھاڑ کر ڈسٹ بن میں پھینک رہا ہے۔"

"ہی...... ہی......" سیڈ سے آئی کون کے ساتھ تنہا چاند کی اس دہائی پر آیت اپنی بے ساختہ اڈتی ہنسی کو روک نہ پائی تھی۔

وہ بھول گئی کہ اب سے کچھ دیر قبل وہ اداس تھی۔ خراماں خراماں چلتی وہ ٹیرس کے ریلنگ کے قریب آ رکی تھی۔ پھر دھیرے سے چہرے کے آگے گری نم بالوں کی لٹوں کو کانوں کے پیچھے اڑستے ہوئے اپنے کمنٹس ٹائپ کر دیے۔

☆☆☆

پاپا کے ساتھ تراویح ادا کرنے کے بعد وہ ابھی ابھی مسجد سے گھر واپس لوٹا تھا۔ آج پہلے روز کے باعث وہ اپنے روٹین میں خاصا بدلاؤ محسوس کر رہا تھا۔ سحری پر اٹھنے کے خیال سے آج اس کا سویرے سونے کا ارادہ تھا مگر...... مگر پھر بیڈ روم میں جانے کے بجائے جانے کیوں اس کے قدم اس وقت وسیع لان کے وسط میں بنے سوئمنگ پول کی جانب اٹھ گئے تھے۔

دوسرے ہی لمحے وہ پول کے ٹھنڈے پانی میں اپنے دونوں پاؤں لٹکا کر کنارے پر ٹک چکا تھا۔

دفعتاً ذہن میں کوئی خیال آتے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ یکا یک دایاں ہاتھ قمیص کے پاکٹ میں ڈالا اور سیل فون نکال کر آن کر لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی گھمبیر ہنسی چہار سو بکھر گئی تھی۔

سوئمنگ پول کے کنارے اونگھتے بطخوں کے

سات جوڑے بوجھل ہنسی کی آواز سن کر اپنی نیند سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔

جبکہ وہ سر جھٹکتے ہوئے چانڈو کی مراد کے کمینٹس دوبارہ پڑھنے لگا تھا۔

صاحب! اکیسویں صدی میں فضول گوئی عبث ہے ہاں! مینٹل لوگو کو یہ راز بتانا پڑا مجھے اور اس ہی چوٹ پر وہ مزے لے کر مسکرا دیا تھا۔

☆☆☆

"زارون! یہ میں کیا سن رہی ہوں، بڑے پاپا نے ہماری منگنی کی تاریخ طے کر دی ہے۔" ماما سے یہ خبر سن کر وہ اس قدر شاکڈ ہوئی تھی کہ زارون کو فوراً واٹس ایپ کر کے لان میں بلا لیا۔

"جان زارون! کیا سن لیا آپ نے؟" وہ جو روزہ افطار کرنے کے بعد دوبارہ سونے کی تیاریوں میں تھا، لاریب کا واٹس ایپ ٹیکسٹ سن کر جمائیاں روکتا نیچے لان میں آ گیا۔

پرپل کلر کے سوٹ میں وہ اس قدر پیاری لگ رہی تھی کہ اسے دیکھ کر زارون عباد کا موڈ یک دم رومانٹک ہو گیا تھا۔

لیکن اس کے مقابل کھڑی وہ لڑکی اس وقت سنجیدہ نہیں بلکہ رنجیدہ نظر آ رہی تھی۔

"میں پوچھ رہی ہوں تم سے..... بڑے پاپا نے ہماری منگنی کی تاریخ مجھ سے پوچھے بغیر کیسے طے کر دی۔" اس نے تیز لہجے میں استفسار کیا تو.....

زارون پہلی بار چونک گیا۔

"واٹ ہیپنڈ لاری.....؟" زارون کے لب بھینچ گئے۔ "تم اتنی روڈ کیوں ہو رہی ہو؟ ہم دونوں کی کمٹمنٹ سے سب ہی واقف ہیں۔ میں تم سے پیار کرتا ہوں اور تم مجھ سے۔ یہ بات گھر میں سب لوگ جانتے تو ہیں، پھر پاپا تم سے آخر کیا پوچھتے؟ اور کیا اسد چاچو نے تم سے پوچھا تھا؟" زارون نے اسد سومرو کا حوالہ دے کر اس کو لاجواب سا کر دیا تھا۔

وہ اپنے آنسو روکتی وہاں سے جانے کے ارادے سے پلٹی تھی جب زارون نے آگے بڑھ کر اس کی کلائی تھام لی تھی۔

"ادھر دیکھو لاریب! میری طرف؟" اس کا نازک و صبیح چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھامے وہ پوچھ رہا تھا۔

یہ جانے بغیر کہ کوئی اپنے پورشن میں، اپنے بیڈ روم کی گلاس ونڈو میں کھڑا اس منظر کو دیکھ رہا ہے۔

لمحے کے ہزارویں حصے میں آیت مراد کو لاریب اسد کے نصیب پر رشک آ گیا تھا۔

"اللہ سائیں....." اس کی نم آنکھیں افق کی جانب اٹھ گئیں۔

"کیا مانگا ہے میں نے ہمیشہ آپ سے، بس اک ایسا شخص جس کو مجھ سے میری خوبیوں خامیوں سمیت محبت ہو جائے۔ جیسی محبت زارون کو لاریب اسد سے ہے، تو کیا آپ کی اس پوری دنیا میں ایسا کوئی بھی نہیں؟"

آکاش کی سمت اٹھی آس بھری نگاہیں بھر آئی تھیں اور یہ ہی وہ لمحہ تھا جب نیچے زارون کے سامنے کھڑی لاریب اپنے آنسو بھول کر اچانک کھلکھلا اٹھی تھی۔

کیونکہ اپنے بیڈ روم کی کھڑکی میں ایستادہ اس نم آنکھوں والی لڑکی پر اس کی نظر بہت اچانک پڑی تھی۔

یہ سچ تھا لاریب اسد کے لیے زارون دوسری چوائس کی طرح تھا لیکن اس نے زارون کے لیے آیت کو اکثر اداس دیکھا تھا۔

وہ آیت کو ہرانے کے لیے ہی تو زارون کو پانا چاہتی تھی اور اس میں اس کی جیت تھی مگر وہ ہرجائی جو کسی روگ کی مانند اس کی جان سے چمٹ چکا تھا۔

وہ پتھر سے بنا شخص جس کا نام فارس کریم تھا۔

لاریب کا بے پناہ حسن بھی تو پگھلا نہ پایا تھا اس بت کو، جیسے اس وقت زارون عباد پگھلا جا رہا تھا۔

وہ تو فارس کی وجہ سے آج زارون کو انکار کرنے آئی تھی، پر اپنے کمرے کی کھڑکی میں ٹھہری آیت

سومرو کو دیکھ کر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا تھا اور پھر لنف حاب کا بہانا بنا کر اپنے روڈ رویے پر معافی مانگ لی تھی۔

اس کی معذرت سن کر زاروں کھل اٹھا۔

وہ افق کے چاند کو بھلائے اس کے حسن کے قصیدے پڑھنے لگا۔ جھک جھک کر اس کے کان میں میٹھی میٹھی سرگوشیاں کرتے ہوئے وہ مدہوش نظر آتا تھا۔

جبکہ اپنے چہرے کے آگے گری گولڈن لٹ کو اپنی انگلی کے گرد لپیٹتی وہ خوش نظر آنے کی ایکٹنگ میں ہلکان ہوئی جاتی تھی۔

بعض دفعہ دوسروں کو ہرانے کے زعم میں ہم خود ہار جاتے ہیں۔ لاریب سومرو کے ساتھ بھی ایسا ہی کچھ ہونے جارہا تھا۔ آیت کی ضد میں وہ اپنے دل کو برباد کرنے کا فیصلہ تو کر بیٹھی تھی، پر اس فیصلے پر عمل مشکل تھا۔

''آئی لو یو سویٹ ہارٹ جلدی سے آجاؤ تم۔ میری زندگی میں......'' وہ خوش فہم شخص اس لڑکی کے سماعتوں میں شہد گھول رہا تھا۔

اس لڑکی کے من میں چور تھا، مگر اس چور سے اپنا دامن بچانے کے بجائے وہ اس کا وجیہہ چہرہ آنکھوں میں بسائے زاروں عباد کے ہم قدم تھی۔ شاید وہ خود کو یہ باور کرانے میں مگن تھی کہ اس وقت فارس کریم کا ہاتھ تھامے لان میں ٹہل رہی ہے۔ یہ خیال ذہن پر چھاتے ہی رک کر اس نے ایک بے حد شوخ سا قہقہہ لگایا تھا اور پھر سر اٹھا کر اوپر کھڑکی کی جانب دیکھا۔

جہاں آج وہ سنہری آنکھیں اداس تھیں۔

لاریب کی آنکھوں میں فتح وطنز کے دیپ جلتے دیکھ کر اس نے ہاتھ میں دبا ریشمی پردہ گلاس ونڈو کے اوپر گرادیا تھا اور پلٹ کر جائے نماز بچھالی۔ عشا کی اذان کی آوازیں سارے ماحول میں پھیل رہی تھیں۔

چمکتے آنسوؤں کا بوجھ سیاہ پلکوں پر بڑھا تو وہ سجدے میں جھک گئی۔

عشا کی نماز ادا کرنے کے بعد اس نے ''الف''

میں اپنا اسٹیٹس اپ لوڈ کر دیا تھا۔

آج پندرھواں روزہ تھا اور رمضان میں یہ اس کا دوسرا اسٹیٹس تھا۔

لمحوں میں کمینٹس کی بھرمار ہوگئی تھی۔ ہر کوئی اس کوشش کر رہا تھا۔

''کہاں ہیں چاند و کی آپ؟''

زینی مبارک اور بندے خدا گروپ کے ایڈمنز بھی اس سے پوچھ رہے تھے۔ وہ مسکرا کر زینی کو جواب دینے لگی۔

☆☆☆

''کہاں کی تیاری ہے مام؟'' سک سک کے ساتھ انہیں کہیں جانے کے لیے تیار کھڑا دیکھ کر وہ مسکرایا تھا۔

''بیٹے کی بارات میں جارہی ہوں۔'' وائٹ سلک کی ساڑھی کا پلو سیٹ کرتے آرام سے اطلاع دی گئی تھی۔

''ہائیں۔'' وہ اچھل پڑا تھا۔ ''یہ میں کیا سن رہا ہوں۔ آپ میری بارات میں جارہی ہیں اور مجھے ہی معلوم نہیں۔'' وہ فوراً شہنشاہ جذبات بن گیا۔

مام ہنس پڑی تھیں۔

''میری جان! آپ کے پاپا کے ایک دوست کے یہاں افطار پارٹی ہے، وہیں جارہے تھے ہم دونوں۔'' وہ مسکرائیں۔

''اور میری بارات کا کیا بنا؟'' نروٹھے پن سے بھنویں اچکاتے اس نے اپنی بانہیں مام کے گلے میں ڈالی تھیں۔

''مائی مون! بارات تو میں آپ کی ابھی لے جانے کو تیار ہوں، لیکن یہ تو بتائیں کہ ڈولی کس گھر سے لانی ہے؟''

''یہ بھی میں بتاؤں؟'' کمال معصومیت سے وہ پوچھ گیا۔

''کراچی اتنا بڑا شہر ہے، ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں۔'' وہ ان کو مشورہ دے رہا تھا۔

''ادھر ادھر نگاہیں کیوں دوڑاؤں؟'' مام کو برا

لگا۔ ''جوول کو اچھی لگی ہے ایک بہو بنا کر گھر کیوں نہ لے آؤں؟'' رک کر انہوں نے اپنی بات مکمل کی تو۔۔۔۔

ایک جھٹکے سے وہ ان کی سمت مڑ گیا۔

''کون۔۔۔۔ کس کی بات کر رہی ہیں آپ؟'' مضطرب نگاہیں گم سم انداز میں مام کے چہرے پر جمی تھیں۔

اور تب چپکے سے اس کے سامنے ایک نام لے کر انہوں نے اسے حیران کر دیا تھا۔

''او کے فائن، جیسی آپ کی مرضی۔'' کچھ دیر کی خاموشی کے بعد وہ بولا۔

''اچھا جی میری مرضی؟'' مام نے آگے بڑھ کر اچانک اس کے کان کو اپنی چٹکی میں دبوچ لیا۔ ''اسے کہتے ہیں میری بلی مجھ سے میاؤں؟''

سیڑھیوں سے اتر کر اس کی طرف آتے اپنے مجازی خدا کی جانب دیکھتے وہ ہنس کر بولی تھیں۔ جبکہ اپنے کان کی سرخ پڑتی لو کو ان کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش میں وہ مام۔۔۔۔ مام کہہ کر رہ گیا تھا۔

☆☆☆

مام اور پاپا کے پارٹی پر جانے کے بعد اس نے روزہ افطار کیا عشاء تراویح پڑھی تھی اور پھر ٹیرس پر آ گیا۔

ملازم کو اپنے لیے فریش جوس لانے کا آرڈر دے کر وہ ٹیرس پر رکھے نیٹ کے جھولے میں آ کر لیٹ گیا۔

عقابی نگاہیں پندرہ تاریخ کے چاند پر ٹکی تھیں۔

برکتوں کا عشرہ اپنے اختتام کی طرف دھیرے دھیرے بڑھ رہا تھا۔ چاند پر سے نظریں ہٹاتے ہوئے سینے پر اوندھا پڑا موبائل اٹھا کر اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے کر لیا۔

وہ تو یکتا ہے عالم تنہائی میں
میں نے گھبرا کر کئی نام پکارے اس کے

''الف'' میں چاند کی مراد کی پوسٹ آٹھ منٹ پہلے کی ایکٹیویٹی شو کر رہی تھی۔ روشن آنکھیں دو گلابی ہتھیلیوں والی اس پک پر جمائے وہ اپنے کمینٹس ٹائپ کرنے لگا تھا۔

یہ جانے بغیر کہ دو سنہری آنکھیں اس کے کمینٹس کو ریڈ کرتے ہوئے نمی سمیٹ لانے والی ہیں۔

زینی کو ریپلائے دینے کے بعد اس کی نظر تنہا چاند کی پوسٹ پر بے حد اچانک پڑی تھی۔

ہاتھ میں کاسہ کلائی میں کڑا بجتا ہے
در ہو بڑا تو، بھکاری بھی کڑا بجتا ہے

خانہ کعبہ کے دروازے کی تصویر کے ساتھ اس دو سطری شعر نے آیت کو رلا دیا تھا۔

اس کے نام کو گھبرا کر پکارنے والوں کے ہی تو کشکول بھر دیے جاتے ہیں۔ بھیگی سی مسکراہٹ کے سنگ اس نے آج پہلی بار تنہا چاند کے کمینٹس پر لائیک کلک کر دیا تھا۔

☆☆☆

''سر! مسٹر کریم لاکھو کی کال ہے آپ کے لیے۔''

اس وقت وہ اپنی ایک ضروری میٹنگ نمٹانے کے بعد واپس اپنی آفس میں آ کر بیٹھے ہی تھے۔

جب ان کی پی اے کارڈلیس ہاتھ میں لیے روم میں داخل ہوئی۔

''مس رباب! آپ کریم گروپ آف انڈسٹریز کے اونر کی بات کر رہی ہیں؟'' مراد سومرو کے استفسار سے تعجب جھلکا تھا۔

اتنے بڑے بزنس مین کی کال ان کے لیے آئی تھی تو ضرور کوئی اہم بات ہو گی۔

''او کے بات کرائیں؟''

''سر کال ڈسکنیکٹ ہو گئی شاید۔'' رباب نے اطلاع دی۔

''فائن، آپ رنگ بیک کر لیجیے۔'' مراد صاحب نے آرڈر دیا۔

اور ابھی مس رباب نمبر ڈائل کرنے ہی لگی تھیں جب دوبارہ سے کریم لاکھو کی کال آ گئی

''سر وہ خود کال کر رہے ہیں۔'' رباب نے کارڈ لیس اپنے باس کے ہاتھ میں تھما دیا اور تب سیکریٹری کے وہاں سے جانے کے بعد انہوں نے ملک کے ٹاپ آف دی لسٹ بزنس مین کی کال ریسیو کرنے کے بعد کارڈ لیس اپنے کان سے لگایا تھا۔

''فرمائیے سائیں۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی؟'' سلام دعا کے بعد وہ بے حد سلیقے سے گویا ہوئے تھے۔

پر جواباً جو بات کریم لاکھو نے کہی تھی اس کو سن کر مراد سومرو پر شادیٔ مرگ سی کیفیت طاری ہو گئی۔

لاکھو گروپ آف انڈسٹریز کے اونر اپنی مسز کے ساتھ ان کے گھر سومرو ہاؤس آنا چاہتے تھے۔

اور فیملی کے ساتھ کسی کے گھر جانے کا مطلب مراد صاحب خوب سمجھتے تھے۔

''تو کیا آیت کے لیے؟'' آسودہ مسکراہٹ کے سنگ انہوں نے سوچا تھا۔

مراد سومرو نے پرسوں ڈنر پر کریم لاکھو کو مدعو کر لیا تھا۔

آج ستائیسواں روزہ تھا۔ انتیسواں روزہ پران لوگوں کو آنا تھا۔ آسیہ سومرو کو اطلاع دینا ضروری تھی۔

☆☆☆

''مس آیت مراد! کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ۔ دو دن سے آپ مسیحا کریم نہیں آ رہیں۔ آج صبح سے میری کال نہیں اٹھا رہیں۔ کل ڈاکٹر عریشہ کی مہندی میں بھی آپ غائب رہیں۔ کہیں زارون عباد اور لاریب صاحبہ کی منگنی کی تمام تر ذمہ داریاں آپ کے ناتواں کندھوں پر تو نہیں آن پڑیں، جو کال اٹینڈ کرنے تک کی فرصت بھی نہیں تمہارے پاس۔''

آیت کی آواز سنتے ہی حنا نے اس کو آڑے ہاتھوں لیا تھا۔

جب سے زاوون اور لاریب کی منگنی کی تاریخ طے کی گئی تھی، حنا آیت کو ڈسٹرب پا رہی تھی۔ سو آج دل کا غبار زباں پر آ ہی گیا۔

''ریلیکس یار!'' اپنے گھنے والجھے بالوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے وہ حنا کی کلاس لینے پر بدقت مسکرائی تھی۔

''ریلیکس تو تمہیں میں کروانے والی ہوں۔ فٹافٹ اٹھ کر تیار ہو جاؤ تم۔ ڈاکٹر عریشہ کے نکاح پر ہم دونوں اکٹھے جائیں گے۔ میں تم کو پک کرنے آ رہی ہوں۔''

''پر حنا! سنو تو......'' وہ کہتی رہ گئی تھی۔

''سوری! میں آدھے گھنٹے میں پہنچ رہی ہوں سومرو ہاؤس۔'' حنا نے اس کی بات سنے بنا کال کاٹ دی۔

''اف گاڈ! کیا کروں؟'' اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے اپنا سر تھام لیا تھا۔

''کیا ہوا بھئی؟'' شیف کو ہدایت دیتی مام اچانک ادھر آ نکلیں۔

پنک ٹراؤزر پر وائٹ شرٹ پہنے، الجھے بکھرے بالوں کو شانوں پر ڈالے آیت کو لاؤنج میں اپنا سر تھامے بیٹھے دیکھا تو وہ پاس آ گئیں۔

''کچھ نہیں مام!'' ٹھنڈی سانس کھینچتے وہ سیدھی ہوئی تھی۔ ''حنا کی کال تھی۔'' آیت نے بتایا۔

''تو پھر؟'' آسیہ سومرو حیران ہوئیں۔

''وہ دراصل ڈاکٹر عریشہ کے نکاح کا فنکشن ہے آج تو حنا مجھے لینے آ رہی ہے۔''

''سو پرابلم کیا ہے، اٹھ کر تیار ہو جاؤ مائی ڈول۔'' مام جو آج پاپا کی طرف سے انوائیٹڈ کچھ گیسٹ کے لیے شیف کے ساتھ مل کر پرتکلف سا ڈنر تیار کرنے میں مصروف تھیں۔

لاپروائی سے مشورہ دیتی واپس کچن کی جانب مڑ گئیں تو ناچار اسے اٹھنا پڑا۔

بے حد آف موڈ کے ساتھ اس نے ایک ڈریس وارڈ روب سے منتخب کیا تھا اور واش روم میں گھس گئی تھی۔

☆☆☆

''یار! مارے گئے۔'' وہ آفس سے ابھی لوٹا تھا اور وہ پارلر سے ابھی ابھی واپس آئی تھی۔

"خوب ستم گر ہو تم جان زارون۔" اپنی گاڑی سے اتر کر وہ اس کی گاڑی کے قریب آ گیا۔

"میں نے کیا کیا؟" اپنے لیے زارون کی نگاہوں میں ستائش پا کر وہ کھل اٹھی، جب زارون سومرو جیسا بندہ اس کو دیکھ کر سرپرائز ہو گیا تھا تو یقیناً آج فارس لاکھو کی بھی خیر نہیں ہونی چاہیے تھی۔ اس خیال نے اس کے دل کی کلی کھلا دی تھی۔

"یہ سولہ سنگھار کر کے پوچھتی ہو، کیا ہوا؟"

اس سادگی پر کون نہ مر جائے اے خدا
قتل کرتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

لمبی آہ کھینچتا وہ لاریب اسد کو کھلکھلانے پر مجبور کر گیا تھا۔ اپنی ہینڈو سے اتر کر آیت والوں کے پورشن کی سمت بڑھتی حنا اس لڑکی کو فقط گھور کر رہ گئی تھی۔

☆☆☆

"یہ کیا ہے لڑکی؟" اسے دیکھ کر حنا نے اپنا سر پیٹ لیا تھا۔

"یہ ہیئر اسپرے ہے ڈاکٹر حنا۔" اپنے کرل کیے بالوں پر نووا گولڈ کے اسپرے کرتی وہ از حد معصومیت سے بولی تھی۔

"میں تمہارا سر پھوڑ دوں گی۔" حنا نے اسے گھورا۔

"یہ تو اچھی بات ہے۔" آیت مسکرائی۔ "پھر مجھے تمہارے ساتھ ساتھ فنکشن میں بھی نہیں جانا پڑے گا اور ویسے بھی میرا موڈ نہیں ہے۔" بے زاری سے جواب دیتے ہوئے اس نے ہاتھ میں تھاما ہیئر اسپرے ڈریسنگ ٹیبل پر واپس رکھ دیا تھا۔

"آیت! بور مت کرو۔ میک اپ کیوں نہیں کیا تم نے؟" حنا نے ہاتھ پکڑ کر اسے ڈریسنگ ٹیبل کے آگے رکھے اسٹول پر بٹھا دیا پھر نہ کرنے کے باوجود اس نے نا صرف آیت کا میک اپ کر دیا تھا بلکہ سامنے سجے جیولری باکس میں سے گولڈن کلر کی چھوٹی سی جھمکیاں نکال کر اس کے دونوں کانوں میں پہنا دی تھیں۔

"اب ذرا آئینہ میں دیکھیے گا مادام!" اس کو تیار کرنے کے بعد جھک کر حنا نے کان میں سرگوشی کر ڈالی۔

ہاتھ میں تھامے سیل کی اسکرین پر سے نگاہ اٹھا کر آیت نے سامنے دیکھا تو خود کو دیکھ کر حیران ہی رہ گئی۔

پنک کلر کے گھیر دار فراک جس پر بے حد اسٹائلش انداز میں گولڈ اینڈ ڈیپ گرین کلر کے موتیوں کا نفیس سا کام کیا گیا تھا میں ملبوس لمبا پنک کلر کا جارجٹ کا دوپٹہ گلے میں ڈالے، گولڈن جھمکیاں دونوں کانوں میں پہنے کرل کیے گئے بالوں کے ساتھ وہ بے حد پیاری لگ رہی تھی۔

"کمی تو صرف لینسز کی ہے اور وہ اپنے ساتھ لائی ہوں۔" شرارت سے مسکراتے حنا نے اپنے ہینڈ بیگ سے پرل کلر کے لینسز نکال کر اس کی آنکھوں میں سجا دیے تھے۔

"یار! لینس کی کیا ضرورت تھی، پورے چہرے پر میری آنکھیں ہی تو پیاری ہیں، بس۔" آیت اس پورے عرصے میں پہلی بار مسکرائی تھی۔

کیونکہ آئینہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولتا اور آئینے نے سچ بول کر کہ وہ واقعی پیاری لگ رہی ہے، اس کا موڈ اچھا کر دیا تھا۔

"او کے، اب باقی باتیں گاڑی میں ہوں گی۔ بکاز وی آر گیٹنگ لیٹ...... سب لوگ فنکشن میں پہنچ چکے ہوں گے اور وہ تمہاری کزن صاحبہ بھی تو کب کی نکل چکیں سومرو ہاؤس سے۔" حنا اسے کھینچتی نیچے آ گئی تھی۔

"ماشاء اللہ۔" پاپا نے اسے دیکھتے ہی تعریف کی تھی۔ وہ آج آفس سے جلدی آ گئے تھے شاید آنے والے مہمانوں کی وجہ سے۔

"تھینک یو پاپا۔" وہ آیت کی تعریف کبھی کبھار ہی کیا کرتے تھے کہ ایسا موقعہ آتا بھی تو شاذ و نادر ہی تھا ورنہ وہ ہمیشہ ملنگوں والے حلیے میں پھرنے کی عادی تھی۔ کیپری کا رنگ پیلا تو شرٹ کا رنگ سرخ،

دوپٹے کا رنگ گرے۔ اس کی ڈریسنگ کمال تھی۔ بالوں کا ہیئر اسٹائل بے مثال۔

''ہاسپٹل جاتے وقت وہ بالوں میں کیچر لگانے کا احسان کر دیا کرتی تھی بس اللہ اللہ خیر صلا......

''اوکے مام! بائے۔'' حنا کا ہاتھ تھامے وہ سیڑھیاں اتر گئی۔

''ارے بھئی کہاں؟'' مراد سومرو حیران ہوئے۔

''ایک کولیگ کی شادی میں جانا ہے۔'' عجلت میں بتاتی دروازے کی طرف بڑھی۔

''او......اور میں سمجھا آپ مہمانوں کی وجہ سے تیار ہوئی ہیں؟'' ایک مسکراتی نگاہ بیٹی کے چہرے پر ڈالتے وہ مسکرائے تھے۔

آیت پاپا کی مسکراہٹ کا بغور جائزہ لیتی حنا کے سنگ لاؤنج سے نکل آئی تھی۔ باہر پورچ میں حنا سرجیو کا ڈرائیور ان کا انتظار کر رہا تھا۔ حنا آج اپنے پاپا کی گاڑی ساتھ لے کر آئی تھی کیونکہ اس کی اپنی کار سروس کی وجہ سے گیراج میں کھڑی تھی۔

☆☆☆

''آج تو قیامت ڈھا رہی ہیں آپ؟'' ڈاکٹر اعظم تعریف میں کنجوسی کرنے کے عادی نہ تھے۔

''آں، ہاں......'' وہ جو اپنی قاتل نگاہیں متلاشی انداز میں پورے ہال پر دوڑانے میں مصروف تھی۔ ڈاکٹر اعظم کی آواز پر جیسے چونک کر مسکرائی تھی۔

''کسی کو ڈھونڈ رہی ہیں کیا؟'' اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے انہوں نے اس کو چھیڑا تھا۔

جواباً اس نے ایک تیکھی سی نظر ان پر ڈالی اور ٹھیک اس وقت بنی کوائٹ کی بجی سجائی گیٹ سے ڈاکٹر وقار کی سنگت میں وہ شخص مسکراتا ہوا اندر داخل ہوتا دکھائی دیا تھا۔

آج ڈاکٹر عریشہ کا نکاح تھا اور نکاح کے فنکشن میں مسیحا کریم کا تمام اسٹاف ہی انوائیٹڈ تھا۔ فارس کریم کی حیثیت تقریب میں چیف گیسٹ (مہمان خصوصی) کی تھی لیکن وہ ہی سب سے آخر میں وہاں پہنچے تھے۔

''کیا ٹھاٹ ہیں سائیں؟'' کن انکھیوں سے ساتھ کھڑی ڈاکٹر لاریب کی سمت معنی خیز مسکراہٹ کے سنگ تکتے ڈاکٹر اعظم نے سلور گرے ٹو پیس میں ملبوس ٹائی سلیقے کے ساتھ گلے میں سجائے اپنے گھنے سیاہ بالوں کو جیل کی مدد سے ایک طرف جمائے سر لاکھو کی جانب اشارہ کیا تھا۔

جو ایک شان بے نیازی سے اپنے راستے میں کسی بت کی طرح ایستادہ کھڑی لاریب اسد کو نظر انداز کرتے ہوئے پھولوں کا گلدستہ ہاتھوں میں دبائے اسٹیج کی جانب بڑھ گئے تھے۔

''اسے کہتے ہیں پروٹوکول۔'' سر کو اسٹیج کی جانب آتا دیکھ کر ڈاکٹر عریشہ اپنے دولہا کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

آیت کے سامنے بیٹھی حنا نے شانے اچکائے تھے۔

''سر لاکھو کے مزے ہیں یار! پورے ہال کی لڑکیاں انہیں ہی دیکھ رہی ہیں۔''

''اور وہ تمہاری کزن لاریب وہ تو...... مجھے لگتا ہے پرانی فین ہے ان کی۔'' حنا نے ہمیشہ کی کہی اپنی بات دہرائی تھی اور خود ہی ہنس دی۔ یہ اس کا لاریب کے بارے میں شروع دن سے اندازہ تھا۔

''چلو ہم بھی دلہن کے ساتھ سیلفی بنوائیں۔''

سر لاکھو اور ڈاکٹر عریشہ کے ساتھ اسٹیج پر صوفہ کے پیچھے کھڑی سیلفیاں بناتی سسٹر حرا کو دیکھ کر حنا کا دل بھی مچل گیا تھا۔ اس نے آیت کو اٹھنے کا اشارہ کر دیا۔

''سوری ہنی! میرا موڈ نہیں ہے۔'' اس کی طرف سے چٹا جواب آ گیا۔

حنا منہ بناتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

☆☆☆

حنا سرجیو کے وہاں سے جانے کے بعد اس نے سر جھکا تھا اور ٹیبل پر پڑا اسپل اٹھا کر آن کر لیا۔

جھیل سی گہری تیری ان آنکھوں میں کھو جاؤں
زلفیں گھٹا، کالی تیری، میں ان میں سو جاؤں
الف میں تنہا چاند کا اسٹیٹس آج بے حد رومانٹک تھا۔

کہ جیسے تبھی آیت مراد کی آنکھیں ساعت بھر کو اس اسٹیٹس پر سے ہٹ نہ پائی تھیں اور پھر نگاہیں اسکرین سے ہٹیں تو سامنے والی ٹیبل پر سیاہ سوٹ میں قیامت ڈھاتی لاریب اسد کی قاتل آنکھوں پر جا کر ٹھہر گئیں۔

''زارون نے یقیناً آج کا اسٹیٹس لاریب کی آنکھوں کو ذہن میں رکھ کر دیا ہے کیونکہ وہ آج بہت بہت پیاری لگ رہی تھی۔'' آیت یہ ہی سب سوچ رہی تھی جب دو گہری اور پرتپش نگاہوں کا اپنے چہرے پر محسوس کرتے وہ ٹھٹک گئی۔

مگر پھر سر اٹھا کر دیکھا تو......

اسٹیج پر ڈاکٹر عریشہ کے دولہا کے برابر والے کاؤچ پر براجمان شخص کی وارفتہ نگاہیں خود پر جمی پا کر ہڑ بڑا ہی گئی۔

اس بات سے بے خبر کہ ان ہمیشہ بے گانہ و اجنبی نظر آنے والی آنکھوں کا آج پہلی بار یہ وارفتہ روپ دیکھ کر لاریب سومرو سلگ اٹھی تھی۔

یکایک اس شخص کے نگاہ کے تعاقب میں نظریں دوڑائی تھیں اور پھر ایک میز پر آ کر لاریب کی آنکھیں پتھرا گئیں۔

جبکہ ان نگاہوں کی بے ساختگی پر مسکارا اور آئی لائنر سے مزین آیت کی ہرنی جیسی بڑی بڑی آنکھیں تعجب سے پھیل کر رہ گئی تھیں۔ نگاہ کے تصادم پر سلور گرے سوٹ میں ملبوس اس وجیہہ شخص نے ایسی ادا کے ساتھ مسکرا کر دیکھا کہ وہ بس اپنی جگہ پر بیٹھی رہ گئی۔

جس ہینڈسم بندے پر پوری محفل کی لڑکیوں کی نگاہ خاص تھی۔ اس کی نظریں خود پر مرکوز پا کر، وہ بھلا نروس نہ ہوتی تو کیا ہوتی؟

☆☆☆

''آپ کے صاحب زادے ساتھ نہیں آئے؟'' مہمانوں کی سنگت میں ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتے مراد سومرو، کریم لاکھو سے مخاطب ہوئے تھے۔

''دراصل ادا سائیں!'' قبل اس کے کہ کریم صاحب ان کی بات کا جواب دیتے، مسز کریم گویا ہوئیں۔ ''فارس کو اپنی ایک کولیگ کے نکاح میں جانا تھا، سو وہ واپسی پر ہمیں جوائن کرے گا اور ویسے بھی جو بات ہم لوگوں کو آپ سے کرنی ہے، اس کی موجودگی میں وہ بات کرنا مناسب نہیں تھی سو......''

مدبرانہ انداز میں اپنا مدعا بیان کرتی مسز جاناں لاکھو متانت سے مسکرائیں تو عباد سومرو اور اسد سومرو کی بیویاں ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر رہ گئیں۔

''کریم لاکھو ڈنر پر آ رہے ہیں اور وہ بھی اپنی فیملی کے ساتھ۔''

چھوٹی دیورانی کے منہ سے یہ اطلاع سن کر تو انہیں کھٹکا لگ ہی گیا تھا پر اس وقت مسز کریم نے شک پر یقین کی مہر ثبت کر ڈالی تھی جبکہ دوسری طرف جاناں لاکھو کے منہ سے ایسی ذومعنی بات سن کر مراد صاحب اور آسیہ بیگم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ٹھہر گئی تھی۔

''میں سمجھا نہیں بھابھی؟'' مراد سومرو اچانک بھولے بن کر پوچھ گئے۔

اور دیور کے اس ننھے پن پر سعدیہ اسد سلگ ہی تو گئی تھیں۔

☆☆☆

''بے رخی کرنا تو کوئی آپ سے سیکھے مسٹر فارس؟''

وہ وقار کے ساتھ کھڑے سافٹ ڈرنک کو انجوائے کرتے باتوں میں مصروف تھے، جب وہ بے حد اچانک سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔

''ایکسکیوزمی!'' مسکراہٹ دباتے ہوئے ڈاکٹر جونیجو نے ایک نگاہ ڈاکٹر فارس کے سپاٹ پڑتے چہرے پر ڈالی تھی اور پھر خاموشی سے وہاں سے ہٹ گئے۔

''اور بلاوجہ فری ہونا کوئی آپ سے۔'' طنز کا نوکیلا پتھر اس کی سمت کھینچ کر مارتے ہوئے مقابل کا لہجہ سفاک تھا۔

''کتنے سنگ دل ہیں آپ لاکھو صاحب۔'' وہ ادائے دلبری سے مسکرائی تھی۔

''اور کس درجہ فارغ الوقت ہیں آپ لاریب صاحبہ؟'' لگتا تھا وہ آج لحاظ کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

پارٹی میں موجود کئی لوگوں کی نظریں آن کی آن ان دونوں پر آرکی تھیں۔ جبکہ شہد رنگ آنکھیں کسی کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑاتے وہ اسے کچھ مضطرب دکھائی دیے۔

''میں نے محبت کی ہے تم سے؟ کیا اس بات کی سزا مل رہی ہے مجھے؟'' وہ آج (یا تو نہیں یا تو میں نہیں) والی کیفیت میں تھی شاید یہ ہی وجہ تھی کہ پاس موجود لوگوں کا خیال کیے بنا وہ اس ٹاپک پر آگئی تھی۔

''مجھے لگتا ہے آج آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ آپ کو گھر پر آرام کرنا چاہیے تھا کیونکہ ایسی حالت میں، آپ جیسے مریض کا باہر نکلنا ٹھیک نہیں۔'' انتہائی استہزائیہ انداز میں اس کو مشورہ دیتے ہوئے وہ مسکرائے تھے۔

''کیا کمی ہے فارس لاکھو! مجھ میں۔'' اپنی بے بسی پر لاریب اسد کی خوب صورت آنکھیں نمی سمیٹ لائی تھیں۔

''کوئی کمی نہیں، سوائے اس کے کہ تمہارے جیسی لڑکیاں مجھے روز پرپوز کرتی پھرتی ہیں۔'' یہ بات ڈاکٹر لاکھو نے اپنے دل میں کہی تھی اور لاریب کو کوئی جواب دیے بنا ہی وہ وہاں سے جانے کے ارادے سے ایڑیوں کے بل گھوم گئے تھے۔

تب ہی ان کی نگاہ کچھ فاصلے پر حیران کھڑی آیت مراد پر پڑگئی۔

''زارون عباد کے ساتھ عید کے تیسرے دن لاریب کی منگنی ہونے جارہی تھی اور وہ سر لاکھو کو پرپوز......؟'' آیت کا سر چکرا رہا تھا۔

وہ وہاں سے بھاگنے کے بارے میں سوچ ہی رہی تھی جب سر لاکھو اچانک اس کی سمت پلٹے تھے۔

اور وہ جو آج پہلی بار سر کے سامنے عجیب سی شرمندگی محسوس کررہی تھی ان سے نگاہ ملانے کی جرأت نہ کرسکی۔ نتیجے میں اس کی سنہری پلکیں دوسرے ہی لمحے جھکتی چلی گئی تھیں۔

پنک اینڈ گرین کامبی نیشن کے دیدہ زیب فراک میں ملبوس اس لڑکی کی گہری جھیل سی آنکھوں کے جھکنے کا نظارہ شہد رنگ آنکھوں کے لیے دل فریب ثابت ہوا تھا۔

فارس لاکھو کی بے تاب نگاہیں آیت مراد کی سنہری پلکوں کو چھو کر پلٹ آئیں۔

☆☆☆

''سیدھی سی بات ہے مراد صاحب! ہم آج آپ کے پاس ایک عرض لے کر حاضر ہوئے ہیں۔'' اس مرتبہ بیگم کے بجائے کریم لاکھو براہ راست مراد سومرو سے مخاطب ہوئے تھے۔

''آپ کی بیٹی آیت بے حد پسند ہے، ہماری بیگم کو۔ پچھلے ایک ماہ سے یہ ہمارے کان کھائے جارہی تھیں کہ سومرو ہاؤس چلنا ہے کیونکہ اگر کسی لڑکی کو بہو بنانا ہے تو وہ آیت ہی ہے۔''

''دو روز قبل ہمارے صاحب زادے نے بھی اپنی ماں کے سامنے ہتھیار ڈال دیے تو آج ہم حاضر ہوگئے۔'' نہایت عاجزی و سلیقے کے ساتھ اپنی بات کہہ کر کریم لاکھو خاموش ہوئے تو......

ڈرائنگ روم میں موجود تمام افراد مسکرادیے سوائے سعدیہ بیگم کے۔

''مجھے امید ہے آپ ہمیں مایوس نہیں لوٹائیں گے بھائی صاحب۔'' مسز کریم کا لہجہ نرمی بھری درخواست لیے ہوئے تھا۔

''کیسی باتیں کرتی ہیں بھابھی آپ۔ آیت آپ کی بیٹی ہے۔'' عباد صاحب، مراد صاحب سے بھی پہلے بول پڑے تھے۔

''کیا کہتے ہیں آپ مراد صاحب؟'' ساتھ

بیٹھے مراد سومرو کو کریم لاکھو نے مخاطب کرلیا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں، بڑے ادا سائیں نے اپنا فیصلہ سنا دیا اور ویسے بھی آیت ان ہی کی بیٹی ہے۔" پروقار انداز میں یہ سب کہتے وہ سر جھکا گئے تھے۔

مسز جاناں لاکھو بے حد خوش تھیں۔ اپنے ڈرائیور کا نمبر ڈائل کرنے لگیں تاکہ اسے گاڑی میں رکھی مٹھائی اور ڈرائی فروٹس کے ٹوکرے اندر لانے کا آرڈر دے سکیں۔

"اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو چھوٹی سی رسم کے طور پر شگن کی مٹھائی ساتھ لائی ہوں۔"

ڈرائیور کو مٹھائی کے ٹوکرے اندر لاتے دیکھ کر مسز کریم مسکرائی تھیں اور اس وقت آیسہ سومرو نے آکر ڈنر ٹیبل پر لگ جانے کی اطلاع دی تھی۔

تو سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

☆☆☆

"واٹ ہیپنڈ ڈاکٹر سرھیو! آپ اس طرح یہاں کیوں کھڑی ہیں؟" پارکنگ لاٹ میں کھڑی فارس کریم کی قیمتی گاڑی کا فرنٹ ڈور اپنے لیے وا کرتے وقار جونیجو کی نظر وہاں کھڑی آیت اور حنا سرھیو پر اچانک پڑی تھی۔

"کوئی مسئلہ ہے؟ مے آئی ہیلپ یو؟" وہ پاس چلے آئے۔

"شکریہ سر! دراصل میں اپنے ڈرائیور کا انتظار کررہی تھی، اس نے آنے میں دیر کردی ہے۔" ساتھ کھڑی آیت کو ایک نظر دیکھتے ہوئے ڈاکٹر حنا نے بتایا۔

"او، تو کیا آپ اپنی گاڑی ساتھ نہیں لائیں؟" کچھ سمجھتے ڈاکٹر وقار نے سر ہلایا۔

"اچھا، آیئے۔ ہم آپ کو ڈراپ کردیتے ہیں، کیوں فارس؟" اسے لفٹ کی آفر دیتے ہوئے انہوں نے اپنی گاڑی کی دائیں طرف کھڑے سر لاکھو کو مخاطب کیا تھا۔

وہ جو کن انکھیوں سے حنا کے پہلو میں کھڑی بجی سنوری اس اپسرا کے چہرے کو اپنی نگاہوں کی گرفت میں لیے ہوئے تھے، چونک کر اپنا سر اثبات میں ہلا گئے۔

"وائی ناٹ ڈاکٹر حنا! آپ میری گاڑی میں بیٹھیے پلیز۔"

"تھینک یو سر! ہم چلے جائیں گے۔ حنا کا ڈرائیور آتا ہی ہوگا۔" اچانک سر اٹھا کر آیت نے انکار کرنا چاہا تھا۔

پر مقابل سے نگاہ چار ہوئی تو وہ بے ساختہ اپنی انگلیاں مسل گئی کہ آج تو سر کی نظریں اس کو کنفیوز کرنے پر تلی ہوئی تھیں۔

"اٹس او کے، ناٹ آ بگ ایشو۔" اس کی بے بسی سے حظ اٹھاتے وہ زیرلب مسکرائے تھے اور پھر آگے بڑھ کر کار کی پچھلی سیٹ کا دروازہ آیت سومرو کے لیے وا کردیا تھا۔

"مراد بھر آئی سائیں لوگوں کی۔" فرنٹ سیٹ سنبھالتے ڈاکٹر وقار نے فارس کریم کو آنکھ ماری تھی۔

جبکہ اس سرگوشی کو سماعت کرتی حنا نے ناسمجھی سے سر لاکھو کی جانب دیکھا تھا جو اپنے دوست کی بات پر بڑے ہی دل نشین انداز میں مسکرائے تھے۔

خوب صورت لگ رہا ہے یار گلابی جوڑے میں
ہوگیا مجھ کو اس سے پیار گلابی جوڑے میں

ڈاکٹر وقار آج خاصے خوش گوار موڈ میں تھے۔ اپنے سیل کے ذریعے بی ایم ڈبلیو میں فکسڈ میوزک سسٹم کے ساتھ انہوں نے اپنا فیورٹ سانگ بلیو ٹوتھ کر رکھا تھا

سوسندھی سنگر کی شوخ سی آواز فاسٹ میوزک کے ساتھ گاڑی کی اندرونی فضا میں گونج رہی تھی۔

یک لخت دو گہری آنچ دیتی نگاہوں کا لمس اپنے چہرے پر پا کر وہ جوں ہی سیدھی ہوئی، نظر بیک ویو مرر سے جھانکتی شہد رنگ آنکھوں سے جا ٹکرائی۔

چہرے کے آگے جھولتی ناگن زلف کی لٹ کے ساتھ اپنی دھن میں کھیلتی وہ اپنی جگہ ساکن رہ گئی تھی کہ مرر سے جھانکتی فارس کریم کی والہانہ نگاہوں کی

گستاخی جانے کیوں آج عروج پر تھی۔
جس کی آنکھیں تھیں کانچ جیسی
وہ آنکھوں سے خوب تیر اندازی کر رہا تھا
ساکت کیا سرکار نے گلابی جوڑے میں
ہو گیا مجھ کو اس سے پیار گلابی جوڑے میں
آیت نے ہڑبڑا کر سنہری آنکھیں مرر سے واپس موڑ لی تھیں۔
یہ دیکھے بغیر کہ اس کے گریز پر ایک دلکش مسکراہٹ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص کے لبوں کو چھو گئی تھی۔
''آیت! ڈاکٹر وقار کا تو بہانا ہے جبکہ گلابی ڈریس میں تم کو تاڑ تو آج سر رہے ہیں۔ ادھر دیکھو۔''
آیت اس پل سن ہی رہ گئی تھی۔
جب ساتھ بیٹھی حنا نے اسے ٹھوکا دیتے سائیڈ مرر کی جانب اشارہ کیا۔ ڈرتے ڈرتے لمبی پلکیں اٹھائی تھیں اور اس نے ادھر دیکھا۔
اس بار نظریں ملنے پر فارس کریم کی وارفتہ نگاہیں اس کے پرکشش چہرے پر لو دے کر رہ گئی تھیں۔
آیت تو آیت پاس بیٹھی حنا بھی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے بندے کے انداز کو ملاحظہ کرتی رہ گئی۔

☆☆☆

''ڈاکٹر آیت! آپ آگے آ کر بیٹھ جایئے۔''
حنا کے بعد ڈاکٹر وقار بھی جب اپنے بنگلو کے گیٹ پر اتر گئے تو وہ اس سے بولے تھے۔
''شکریہ سر! میں ادھر ہی ٹھیک ہوں۔'' وہ جو پورا راستہ ان کی نظروں سے زچ ہوتی آئی تھی۔ نروٹھے پن سے انکار کرتی ڈاکٹر فارس کو ہنسنے پر مجبور کر گئی۔
''لیکن میں ٹھیک نہیں ہوں نا؟''
''جی.....'' آیت نے اس بار ایک ترچھی نگاہ سائیڈ مرر سے ان پر ڈالی۔
''آئی مین.....'' وہ ایک دم سنجیدہ ہوئے۔
''میں آپ کا شوفر نہیں ہوں، مس سومرو! سو برائے کرم آگے آ کر بیٹھ جایئے۔'' سنجیدگی سے گویا اس مرتبہ آرڈر دیا گیا تھا۔
سو مرتی کیا نہ کرتی کے مصداق وہ اپنی طرف کا دروازہ کھول کر گاڑی سے اتر گئی۔
مگر جب جلتی بھنتی وہ فرنٹ سیٹ پر ان کے برابر آ بیٹھی تھی تب اپنی مسکراہٹ وہ لبوں میں دبا گئے تھے۔
''فائن! یہ بتائیں آپ کا موڈ کیوں آف ہے؟'' اپنی گاڑی کو مین روڈ پر لاتے انہوں نے پوچھا تھا۔
''ایسی بات نہیں ہے سر! میرا موڈ آف نہیں۔''
سر لاکھو کے سنجیدگی کے ساتھ کیے گئے استفسار نے اس کو نادم سا کر دیا تھا۔
جبکہ نظروں کا رخ ہنوز اپنی جانب کی کھڑکی سے باہر جھانکتے پر رونق مناظر پر تھا۔ شہر کراچی کی شاہراہیں کھچا کھچ لوگوں سے بھری پڑی تھیں۔ عید کی وجہ سے بازاروں کی رونق عروج پر نظر آ رہی تھی۔
''رئیلی، آپ کا موڈ آف نہیں؟'' انہوں نے رک کر بھنویں اچکائیں۔
''چلیں پھر اس خوشی میں آپ کو آئس کریم کھلاتے ہیں۔'' قبل اس کے وہ بات سمجھتی، سر لاکھو اپنی گاڑی ایک آئس کریم پارلر کے آگے روک چکے تھے۔
''کون سا فلیور فیورٹ ہے؟'' بھاگ کر ایک ویٹر کے گاڑی کے قریب آنے پر وہ اس کی سمت گردن گھما گئے۔
''شکریہ سر! میں آئس کریم نہیں کھاتی۔'' بنا کسی لحاظ کے وہ ٹکا سا جواب تھما گئی۔
''اوکے ایک ونیلا لا دیں۔'' اس کے انکار پر زیر لب مسکراتے ویٹر کو آرڈر دے دیا۔
''آپ آئس کریم نہیں کھاتیں؟ اسٹرینج۔'' ویٹر کے وہاں سے جانے کے بعد وہ اس سے بولے تھے۔

"اوکے، تو پھر کافی پئیں گی آپ؟"

"نہیں۔" وہ اس بار بھی یک لفظی جواب دے گئی۔

"چائے؟"

"نہیں۔"

"جوس؟"

"وہ بھی نہیں۔" آیت نفی میں سر ہلا گئی۔

"اوکے، تو پھر آپ کے لیے زنگر منگواؤں۔ زنگر برگر کھائیں گی آپ؟"

"نہیں۔"

"آل رائٹ۔ مجھ سے شادی کریں گی آپ؟"

"جی......" اپنی کلائی میں پڑے گولڈ کے کنگن کے ساتھ کھیلتی وہ اس مرتبہ اپنی سیٹ پر اچھل پڑی تھی۔

"ہاہاہا......" اپنی بات کے جواب میں متوقع ردعمل سامنے آنے پر فارس لاکھو کا دلکش قہقہہ اگلے ہی لمحے گاڑی کی اندرونی فضاؤں میں بکھرا تھا۔

"یو شاکڈ؟ بٹ وائی...... آئی سے جسٹ ول یو میری می؟" سلور گرے ٹو پیس بلیک شرٹ پر سلور ٹائی لگائے اپنی شہد رنگ آنکھیں اس کی پر بل لیشز سے سجی گہری جھیل سی آنکھوں پر گاڑے وہ بظاہر سنجیدگی سے بولے تو......

آیت کے چہرے پر پھیلی حیرانی کی جگہ خفگی نے لے لی۔

"اٹس آ بیڈ جوک سر!" ساعت بھر کی خاموشی کے بعد وہ لب بھینچے گویا ہوئی تھی۔ "میں اس طرح کا مذاق پسند نہیں کرتی۔" ان کی بات پر بجائے شرمانے کے وہ سپاٹ لہجے میں کہہ گئی۔

اپنے اندازے کے درست نکل آنے پر فارس لاکھو جیسے سرشار ہوا تھے۔ اس پل آیت کا خفا ہونا ثابت کرتا تھا کہ وہ کس قدر مضبوط کردار کی حامل لڑکی تھی۔

اب تک کی زندگی میں فارس کریم کا پالا جن جن لڑکیوں کے ساتھ پڑ چکا تھا ان سب سے مختلف ثابت ہوئی تھی وہ۔

اس اثناء میں ویٹر ونیلا اسکوپ لا کر فارس کے ہاتھ میں تھما گیا تھا۔

"اٹس مین...... آپ کے خیال میں، میں روز ہر نئی لڑکی کو پروپوز کرنا پسند کرتا ہوں۔" وہ الٹا اس سے خفا ہوتے پوچھ گئے تھے۔

"آئی ڈونٹ نو سر...... بٹ مجھے لگتا ہے آج آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" سر کی خفگی کی پروا کیے بغیر وہ لفظ لفظ کو چبا کر ادا کر گئی تھی۔ یہ جانے بنا کہ ساتھ بیٹھے شخص کو اس کے منہ سے اس وقت "طبیعت ٹھیک نہ ہونے والا طعنہ" سن کر اپنے حال پر ہنسی آ گئی تھی۔

کیونکہ اب سے کچھ دیر قبل ہی تو ڈاکٹر عریشہ کے نکاح کی تقریب میں یہ ہی طعنہ وہ خود لاریب کے منہ پر مار کر آ گئے تھے۔

"طبیعت تو واقعی میری" اور ابھی جو وہ اپنی بات مکمل کرتے ڈیش بورڈ پر پڑا ان کا موبائل اچانک گنگنا اٹھا تھا۔

کچھ اس ادا سے آج وہ پہلو نشیں ہوئے
جب تک رہے ہمارے پاس، ہم ہم نہیں رہے

عابدہ پروین کی یہ غزل رنگ ٹون کے طور پر فارس لاکھو کے موبائل پر سیٹ تھی۔

☆☆☆

"کہاں رہ گئے برخوردار؟" ڈنر کے بعد کریم صاحب مراد سومرو کے پورشن میں بنے لاؤنج میں آ بیٹھے تھے۔

"میں راستے میں ہوں پاپا۔" ساتھ بیٹھی خفا لڑکی کی سمت کن انکھیوں سے دیکھتے وہ شوخی سے مسکائے تو وہ جلبلا گئی۔

آیت کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ گاڑی کی کھڑکی کا شیشہ توڑ کر باہر نکل جاتی۔ سومرو ہاؤس پہنچنے کے لیے اس کو کیب آسانی سے مل ہی جاتی مگر پرابلم یہ تھی کہ ڈاکٹر فارس کی کار ریموٹ سے لاکڈ تھی۔ اور کار کا ریموٹ اگنیشن میں لٹکتی گاڑی کی چابی کے ساتھ جڑا نظر آ رہا تھا۔

"کیا کہنے بھئی...... چاند نظر آ گیا...... آپ کی منزل قریب آ گئی اور آپ ابھی تک راستے میں ہیں۔" کریم لاکھو کو گویا اکلوتے بیٹے کی کوتاہی پر تاسف لاحق ہوا، سامنے والے صوفے پر بیٹھے مراد سومرو جو بظاہر ٹی وی اسکرین پر چاند نظر آ جانے کی خوش خبری سننے میں مگن تھے۔ کریم لاکھو کی منزل قریب آ گئی، والی ذو معنی بات پر اپنی مسکراہٹ دبا گئے تھے۔

"آپ کو چاند مبارک ہو پاپا۔ اور یہ منزل والی بات آپ نے خوب کہی۔ میری منزل تو اس وقت میرے ساتھ ہے...... رہا راستہ تو وہ میں طے کر کے کچھ ہی دیر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگا ہوں۔" گہرے معنی خیز لہجے میں کریم لاکھو کی بات کا جواب دیتے اک مسکراتی ہوئی نگاہ انہوں نے پہلو میں بیٹھی اس خفا سی حسینہ پر ڈالی۔

وہ جو خود کو بے نیاز ظاہر کرنے کی کوشش میں اس وقت اپنے سیل پر ایف بی لاگ آن کیے بیٹھی تھی۔ اسپیکر آن ہونے کی وجہ سے باپ بیٹے کے مابین ہونے والی تمام ذو معنی گفتگو سننے کے بعد اپنی جگہ پر حیران ہی رہ گئی۔

معاملے کی سنجیدگی کا ادراک اسے درحقیقت اب جا کے ہوا تھا۔

چڑیا سا دل جو سر لاکھو کے منہ سے شادی کی بات سننے کے بعد مسلسل غصے میں قلابازیاں کھانے میں مصروف تھا۔ پہلی بار رک کر ایک ہارٹ بیٹ مس کر گیا۔

"ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا بندہ مذاق نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ حقیقتاً اس کو پرپوز کر رہا ہے۔" یہ خیال آتے ہی آیت کا چہرہ دفعتاً گلابی پڑ گیا تھا۔ گاڑی میں اے سی سسٹم آن ہونے کے باوجود پسینے کے ننھے ننھے قطرے صبیح پیشانی پر جھلملا گئے تھے۔

"پاپا کا فون تھا......" سلسلہ منقطع کرنے کے بعد اس کی کیفیت سے بے خبر تیزی کے ساتھ اپنے سیل پر کچھ ٹائپ کرتے وہ اس کی سمت دیکھ کر مسکرائے تھے۔

"ایکچوئیلی میرے پیرنٹس کی وش ہے کہ میں جلد از جلد ایک اچھی سی لڑکی ڈھونڈ کر اس کے ساتھ شادی کر لوں...... اور اس سلسلے میں...... میں نے ان سے پرامس کر رکھا تھا کہ چاند رات کو ان کی ہونے والی بہو کو پرپوز کروں گا تاکہ عید کے روز آپ لوگ اس کے گھر جا کر شادی کی ڈیٹ فکس کر آئیں۔" اس کی خاموشی کی پروا کیے بغیر وہ کہتے چلے گئے تھے۔

"بٹ یہاں تو فارس بیٹے! یوں لگتا ہے زندگی بھر جتنی لڑکیوں کو ریجیکٹ کر کے تم نے ان کے دل توڑے ہیں...... ان سب بے چاریوں کی بددعائیں آج ایک ساتھ لگی ہیں تمہیں......؟"

معنی خیزی سے خود کلامی کرتے وہ آیت کو لمحے کے ہزارویں حصے میں اپنی پلکیں جھکانے پر مجبور کر گئے تھے لیکن اصل شاک تو اس کو نظر جھکانے کے بعد لگا تھا۔ جب نازک ہاتھ کی مخروطی انگلیوں میں دبے اپنے موبائل کی اسکرین پر اس کی نظر پڑی تھی۔

آیت کو گویا بچھو نے ڈنک مار دیا۔

"مائی گڈنیس!" وہ اپنی نشست پر اچھلتے اچھلتے رہ گئی۔

"ہا، ہا، ہا!" چند منٹ پہلے ایک پکچر کے ساتھ "تنہا چاند" کی طرف سے گروپ میں "چاند رات مبارک ہو" کا اسٹیٹس اپلوڈ کیا گیا تھا۔ اور اس اسٹیٹس کے ساتھ اپ لوڈ کی گئی وہ پکچر ہی تھی جو آیت مراد کے ہاتھوں کے طوطے کبوتر چڑے چڑیا سب اڑانے کا سبب بن گئی تھی۔

اپنے قریب ابھرتا بھاری مردانہ قہقہہ سماعت فرماتے۔ اس میں اتنی جرات نہیں تھی کہ اسکرین پر چمکتی تنہا چاند کی مسکراتی پکچر سے نگاہ ہٹا کر اپنے برابر بیٹھے شخص کی سمت نظر اٹھا کر دیکھ لیتی۔ جس کی شوخ نظریں سر جھکائے ہوئے ہونے کے باوجود وہ خود پر بھی محسوس کر رہی تھی اور آج یہ نظریں اس کو پگھلائے دے رہی تھیں۔ اس سے پہلے کہ ان نگاہوں کی تپش سے اس کا وجود پگھل جاتا دفعتاً اس مردانہ وجاہت کے شاہکار کے لبوں نے حرکت کی تھی۔ اور اس کے وجود کو پتھر کا بت بنا ڈالا تھا۔

میں چاند تھا پر تیری نگاہ سے چھپا ہوا

اترا افق سے آج بام پر آنا پڑا مجھے.....!
اک چاندنی کا دل چرانے کے واسطے.....!
بھیس بدل کر سامنے جانا پڑا مجھے

تنہا چاند کے اسٹیٹس پہ کیے گئے دونوں اشعار کو اس کے سامنے دہراتے ہوئے فارس لاکھو کا لہجہ جذبوں کا بوجھل پن سمیٹ لایا تھا۔

اور آیت اس کا دل چاہ رہا تھا کہ کاش اس وقت اس کے پاس کوئی جادو کی چھڑی ہوتی جس کو استعمال میں لاکر وہ اس شخص کی کار کے فرنٹ سیٹ سے خود کو غائب کر سکتی۔

جس بندے کی ہر نئی پوسٹ پر آیت نے خوب خوب خبر لی تھی۔ وہ تنہا چاند اس کا باس نکل آئے گا یہ بات مر کر بھی کہاں سوچی تھی اس نے۔ بلکہ اس روز مال میں گارڈ ملنے پر وہ تو زارون کو تنہا چاند سمجھ بیٹھی تھی حالانکہ اس دن مال میں سر ملے تھے اپنی مام کے ساتھ۔

''میں اتنی بے وقوف کیسے ہو سکتی ہوں.....؟''

سیل پر مسکراتی سر لاکھو کی پکچر پر نگاہیں گاڑے بیٹھی وہ اپنی عقل کو کوس کر ہی تو رہ گئی تھی۔

''کیا بہت اچھا لگ رہا ہوں اس پوز میں؟''

سلور گرے ٹو پیس میں ملبوس وہ شخص شاید اس سے زیادہ دیر خاموش نہ رہ پایا تھا۔

کیونکہ اپنا اسٹیٹس گروپ میں اپ لوڈ کرنے کے بعد آج شہد رنگ آنکھیں کمنٹس بکس پر نہیں جمی تھیں بلکہ ساعتیں ساتھ بیٹھی لڑکی کے لب ہلنے کی منتظر تھیں۔

مگر جو لگتا تھا گونگے کا گڑ کھائے بیٹھی ہے۔

''آج کمنٹس نہیں کیے آپ نے میری پوسٹ پر؟'' نیو ٹرن لیتے ہوئے اک اور سوال اس کی جانب پھینکا گیا۔

''ایم...... ایم۔'' ڈرتے ڈرتے نگاہ اٹھائی تھی اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص کی طرف دیکھا تھا۔

''ایم رئیلی سوری..... سر۔''

''سوری فار واٹ؟'' لبوں کی تراش میں شدید مسکان کا عکس لیے وہ انجان بنے۔

''سوری فار ایوری تھنگ...... مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ...... یہ آپ ہیں۔'' خفت سے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ معذرت کرتی وہ فارس کریم کے دل کے تار ہی تو چھیڑ گئی تھی۔

''اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ یہ میں ہوں...... تو یقیناً آپ میرے پروپوزل کو گروپ میں ہی ریجیکٹ کر دیتیں۔'' وہ اس کو چھیڑتے ہنسے تھے۔

''ایسی بات نہیں سر۔'' بے ارادہ آیت کی زبان سے پھسلا تھا۔

''اس کا مطلب میرے پروپوزل کو آپ ایکسیپٹ کر لیتیں؟'' دوسرے ہی لمحے وہ اس کی بات پکڑ گئے تھے۔

''اب میں نے ایسا بھی نہیں کہا۔'' خفا ہو کر آیت نے گھورا تھا۔

''آل رائٹ!'' فارس اپنی مسکراہٹ دبا گئے۔

''میں ایک مرتبہ پھر اپنے سوال کو دہراتا ہوں...... ول یو میری می چاندو کی مراد......؟''

ڈیش بورڈ سے جھک کر چھوٹی سی ڈبیا نکال کر انہوں نے دھیرے سے اس کی گود میں ڈال دی تھی۔

یہ رنگ وہ کئی دنوں سے اپنی گاڑی میں لیے پھر رہے تھے۔ کن انکھیوں سے آیت نے دیکھا تھا اور اپنی پلک جھپکنا بھول گئی۔

ٹرانس پیرینٹ چھوٹی سی ڈبیا میں سے ایک بے حد قیمتی ہیرے کی انگوٹھی جھانک رہی تھی۔

''رنگ آپ خود پہن لیں گی...... یا میں پہنا دوں؟'' کئی زمانوں کی خاموشی کے بعد فارس کریم کا لہجہ گنگنایا تھا۔

''پہن لیجیے سر......'' وہ جو ہونقوں کی طرح گود میں رکھی انگوٹھی کو گھورنے میں مصروف تھی۔ ان کی بات پر غور کیے بغیر اپنے دھیان میں ایک غلط جملہ ادا کر بیٹھی۔

اور اس بار آیت مراد کی غائب دماغی کا اندازہ لگاتے دوسری طرف سے ایسا جان دار قہقہہ پڑا تھا کہ سومرو ہاؤس کا گیٹ وا کرتا واچ مین بھی بھاری ہنسی کی آواز سن کر ہڑبڑا گیا۔

☆☆☆

"سر! آپ لوگ یہاں؟" چاند رات کو شاپنگ پر جانے سے پہلے لاریب جو زارون کو ساتھ لیے آیت کو جتانے ان کے پورشن کی سمت آنکلی تھی۔

فارس کریم کی فیملی کو وہاں موجود پا کر دنگ ہی رہ گئی۔ "آنٹی آیت ابھی نہیں پہنچی؟"

خطرے کی گھنٹیاں ذہن میں کہیں زوروں سے بجیں تو ان لوگوں سے ملنے کے بعد آسیہ مراد سے پوچھ لیا۔

"وہ لوگ بس آتے ہی ہوں گے۔" جواب آسیہ بیگم کے بجائے مسز کریم کی طرف سے آیا تھا۔

اور قبل اس کے کہ وہ ان کے جملے میں فٹ لفظ "لوگ" پر غور کرتی سلور گرے ٹو پیس میں ملبوس اس ستم گر کے سنگ پنک اینڈ گرین فراک میں گولڈن ہیلز کے ساتھ سج سج چلتی آیت مراد لاؤنج کے داخلی دروازے سے اندر داخل ہوتی دکھائی دی تھی۔

ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر لاریب کو اپنی آنکھوں پر یقین کرنا مشکل ہو گیا۔ خوب صورت چہرے پر گھبرے سیاہ بادل لہرا گئے۔

جبکہ سر لاکھو کی فیملی کو وہاں دیکھ کر آیت خود حیران رہ گئی تھی۔

"ماشاء اللہ!" مسز کریم اس بریو گرل پر نظر پڑتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

اور اٹھ تو فارس کے ساتھ مصافحہ کرنے کے ارادے سے مراد صاحب بھی ـــــ ہوئے تھے۔

مگر اس پل چہرے پر سرشاری مسکراہٹ دوڑ گئی جب وہ ہاتھ ملانے کے بجائے ان کے آگے جھک گئے تھے۔

"جیتے رہیے..... اور سدا سلامت بھی۔"

آیت نے بابا کو مسکراتے دیکھا اور حیران سی مسز جاناں کے گلے لگ گئی۔ جو آج بے حد والہانہ انداز میں اس کی بلائیں لینے میں مگن تھیں۔

"فارس!" ہونے والی بہو کی دونوں ہاتھوں کی سونی انگلیوں کا جائزہ لیتے فوراً بیٹے کو آواز دی۔

"یس مام۔" (جی مام)

"رنگ کدھر ہے؟" مسز کریم نے رک کر ڈاکٹر فارس کو گھورا تھا..... اور تب آیت نے کن انکھیوں سے دیکھا تھا ۔ فارس کریم بھی ادھر ہی متوجہ تھے شرارت سے مسکرائے وہ رنگ جو آیت کار کی فرنٹ سیٹ پر چھوڑ آئی تھی۔ اپنے کوٹ کی پاکٹ سے نکال کر انہوں نے مام کے ہاتھوں میں تھمائی۔

آسیہ مراد نے فوراً آگے بڑھ کر آیت کو تھاما اور ایک کاؤچ پر بٹھا دیا تھا۔ لاؤنج کے وسط میں کھڑی لاریب کی آنکھیں اس منظر کو دیکھتے بھر آئی تھیں۔ وہ اپنے آنسو سب سے چھپانے کی خاطر مڑی تھی اور لاؤنج کے دروازے سے نکلتی چلی گئی۔

"کیسا بھولا بیٹا ہے میرا..... ایک رنگ تو لڑکی کو پہنا نہیں سکتا۔" ہیرے کی انگوٹھی آیت کی انگشت میں سجانے کے بعد مسز جاناں نے ہنس کر نور نظر کو چھیڑا تھا۔

"مام! کم بھولی تو آپ کی بہو بھی نہیں ہیں....."

زارون عباد کے ساتھ بیٹھے ڈاکٹر فارس بول پڑے۔

"رنگ محترمہ کی خدمت میں پیش کی تو..... ادھر سے جواب کیا آ گیا۔ پہن لیجیے سر۔" آیت کے کہے الفاظ بڑے آرام سے فارس نے سب کے سامنے دہرا دیے تھے۔

"ہا..... ہا!" عباد سومرو اور کریم صاحب کا قہقہہ مشترکہ ثابت ہوا تھا۔

دفعتاً چہرے پر بولتی نگاہوں کا لمس پا کر آیت نے جھکی نگاہ اٹھائی تو۔

فارس لاکھو کی آنکھوں میں محبت و ستائش کا جہاں آباد پا کر اس کی پلکیں نمی سمیٹ لائی تھیں۔ کل عید تھی اور آج چاند رات کو ہی اس کے کشکول کو خوشیوں سے بھر دیا گیا تھا۔

پریت کی ریت میں سدھ بدھ کھوئی
گوری تجھ پر ہنستا چاند.....

اپنی جانب ٹکٹکی باندھے اس کو تکتا پا کر فارس لاکھو نے وانس ایپ پر ٹیکسٹ کر دیا تھا۔

شعر پڑھ کر وہ ہنس دی تھی۔

زارون عباد کے ساتھ بیٹھا اس کا چاند بھی ہنس دیا۔ گوری اور چاند کو ہنستا پا کر لاؤنج میں موجود تمام افراد مسکرا دیے تھے۔